Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 50 شمارہ: 26

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

6 ربیع الثانی 1422 ہجری 28 احسان 1380 ہش 28 جون 2001ء

اخبار احمدیہ

قادیان 23 جون (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور سابقہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات کی قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے بصیرت افروز تفسیر بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں

اوران کی حیات کا عقیدہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہے

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اب ہم اس بات کے لکھنے کیلئے متوجہ ہوتے ہیں کہ فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور ان کی حیات کا عقیدہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہے۔

سو یاد رہے کہ قرآن شریف صاف لفظوں میں بلند آواز سے فرما رہا ہے کہ عیسیٰ اپنی طبعی موت سے فوت ہو گیا ہے جیسا کہ ایک جگہ تو اللہ تعالیٰ وعدہ کے طور پر یہ فرماتا ہے یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اور دوسری آیت میں اُس وعدہ کے پورا ہونے کی طرف اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ اُس کا یہ قول ہے وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ۔ پہلی آیت کے یہ معنے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے طبعی موت دوں گا یعنی قتل اور صلیب کے ذریعہ سے تو ہلاک نہیں کیا جائے گا اور میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا پس یہ آیت تو بطور ایک وعدہ کے تھی۔ اور دوسری آیت ممدوحہ بالا میں اس وعدہ کے ایفاء کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ مع تشریح یہ ہے کہ یہود خود یقیناً اعتقاد نہیں رکھتے کہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا ہے اور جب قتل ثابت نہیں تو پھر موت طبعی ثابت ہے جو ہر ایک انسان کیلئے ضروری ہے پس اس صورت میں جس امر کو یہودیوں نے اپنے خیال میں حضرت عیسیٰ کے رفع الی اللہ کیلئے مانع ٹھہرایا تھا یعنی قتل اور صلیب وہ مانع باطل ہوا اور خدا نے اپنے وعدہ کے موافق ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور اس جگہ اس بات پر ضد کرنا بے فائدہ ہے کہ توفی کے معنے مارنا نہیں کیونکہ اس بات پر تمام آئمہ لغت عرب اتفاق رکھتے ہیں کہ جب ایک عَلَمْ پر یعنی کسی شخص کا نام لیکر توفی کا لفظ اس پر استعمال کیا جائے مثلاً کہا جائے کہ تَوَفَّی اللّٰہُ زَیْدًا تو اس کے یہی معنے ہوں گے کہ خدا نے زید کو مار دیا اسی وجہ سے آئمہ لغت ایسے موقع پر دوسرے معنے لکھتے ہی نہیں صرف وفات دینا لکھتے ہیں۔ چنانچہ لسان العرب میں ہمارے بیان کے مطابق یہ فقرہ ہے۔ تُوُفِّیَ فُلَانٌ وَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ اِذَاقَبَضَ نَفْسَہٗ وَفِی الصِّحَاحِ اِذَاقَبَضَ رُوْحَہٗ۔ یعنی جب یہ بولا جائے گا کہ تُوُفِّیَ فُلَانٌ یا یہ کہا جائے گا تَوَفَّاہُ اللّٰہُ تو اس کے صرف یہی معنے ہوں گے کہ فلاں شخص مر گیا اور خدا نے اس کو مار دیا اس مقام میں تاج العروس میں یہ فقرہ لکھا ہے تُوُفِّیَ فُلَانٌ اِذَامَاتَ۔ یعنی تُوُفِّیَ فُلَانٌ اُس شخص کی نسبت کہا جائے گا جب وہ مر جائے گا۔ دوسرا فقرہ تاج العروس میں یہ لکھا ہے تَوَفَّاہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِذَاقَبَضَ نَفْسَہٗ یعنی یہ فقرہ کہ تَوَفَّاہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اُس مقام میں بولا جائے گا جب خدا کسی کی روح قبض کرے گا اور صحاح میں لکھا ہے تَوَفَّاہُ اللّٰہُ قَبَضَ رُوْحَہٗ یعنی اس فقرہ تَوَفَّاہُ اللّٰہُ کے یہ معنے ہیں کہ فلاں شخص کی روح کو خدا تعالیٰ نے قبض کر لیا ہے اور میں نے جہاں تک ممکن تھا صحاح ستہ اور دوسری احادیث نبویہ پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور صحابہؓ کے کلام اور تابعین کے کلام اور تبع تابعین کے کلام میں کوئی ایک نظیر بھی ایسی نہیں پائی جاتی جس سے یہ ثابت ہو کہ کسی عَلَمْ پر توفی کا لفظ آیا ہو۔ یعنی کسی شخص کا نام لیکر توفی کا لفظ اُس کی نسبت استعمال کیا گیا ہو اور خدا فاعل اور وہ شخص مفعول بہ ٹھہرایا گیا ہو اور ایسی صورت میں اس فقرہ کے معنی بجز وفات دینے کے کوئی اور کئے گئے ہوں بلکہ ہر ایک مقام میں جب نام لیکر کسی شخص کی نسبت توفی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس جگہ خدا فاعل اور وہ شخص مفعول بہ ہے جس کا نام لیا گیا تو اُس سے یہی معنے مراد لئے گئے ہیں کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایسی نظیریں مجھے تین سو سے بھی زیادہ احادیث میں سے ملیں جن سے ثابت ہوا کہ جہاں کہیں توفی کے لفظ کا خدا فاعل ہو اور وہ شخص مفعول بہ ہو جس کا نام لیا گیا ہے تو اس جگہ صرف مار دینے کے معنے ہیں نہ اور کچھ مگر باوجود تمام تر تلاش کے ایک بھی ایسی حدیث مجھے نہ ملی جس میں توفی کے فعل کا خدا فاعل ہو اور مفعول بہ عَلَمْ ہو یعنی نام لیکر کسی شخص کو مفعول بہ ٹھہرایا گیا ہو اور اس جگہ بجز مارنے کے کوئی اور معنے ہوں۔

(براھین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۰۴-۲۰۷)

اکیسویں صدی کا پہلا
جلسہ سالانہ قادیان
8-9-10 نومبر 2001ء کو ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال بھی رمضان المبارک کے پیش نظر 110 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 8-9-10 نبوت 1380 ہش بمطابق 8-9-10 نومبر 2001ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اور دُعائیں کرتے رہیں کہ مرکز احمدیت قادیان دار الامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی برکتوں کا حامل ہو۔

مجلس مشاورت بھارت

اسی طرح جلسہ سالانہ کے اختتام پر مورخہ 11 / نومبر بروز اتوار جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی تیرہویں مجلس مشاورت منعقد ہو گی۔

(ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اور اب ’’تحفظ سنّت‘‘ کے نام پر!

دیوبندی اور ان کی سیاسی پارٹی جمیعۃ العلماء کی شروع سے ہی اپنے مالی و سیاسی مفادات کی خاطر مسلمانوں میں انتشار و افتراق پھیلانے کی عادت رہی ہے۔ کبھی ’’تحفظ ختم نبوت‘‘ کے نام پر احمدیوں کے خلاف تو کبھی ’’بدعت‘‘ کے خاتمہ کے نام پر بریلویوں کے خلاف تو کبھی فرقہ اہل حدیث کے خلاف ’’تحفظ سنّت‘‘ کے نام پر ان سب معاملات میں ان کی ’’دینی غیرت‘‘ کے کارنامے ھندوستانی مسلمان ملک کے مختلف حصوں میں افرا تفری، بے چینی، توڑ پھوڑ، قتل و غارت اور بائیکاٹ کی شکلوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ ہندوستان میں تو یہاں کے حالات کی وجہ سے ان کا بازار تشدد اس قدر گرم نہیں ہو سکتا البتہ پاکستان میں یہ لوگ خوب من مانی کر رہے ہیں کبھی شیعوں پر مظالم توڑتے ہیں تو کبھی بریلوی علماء ان کا شکار ہو جاتے ہیں چنانچہ انہی اشتعال انگیزیوں کے نتیجہ میں حال ہی میں کراچی میں ۱۸/ مئی کو سنّی مسلم پارٹی کے راہنما سلیم قادری کو گھات لگا کر موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا ہے۔

ان دنوں جمیعۃ العلماء کی پارٹی ھندوستان میں فرقہ اہل حدیث کے خلاف سرگرم ہے اور ان کے خلاف موجودہ یورش کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ

● - سعودی عرب کی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے حال ہی میں فقہ کے آئمہ پر ایک تنقیدی مقالہ لکھنے والے اہلِ حدیث عالم کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا ہے۔

● - اسی طرح سعودی عرب سے عربی اور اُردو میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ علماء دیوبند اہل سنّت والجماعت سے خارج ہیں۔

● - ساتھ ہی علماء اہل حدیث یہ بھی ثابت کر رہے ہیں کہ دیوبندی اور جمیعۃ العلماء والے دراصل یہودیوں کے ایجنٹ ہیں۔

اس کے جواب میں دیوبندی ٹولے نے حال ہی میں دہلی میں ’’تحفظ سنّت‘‘ کے نام پر اہل حدیث کے خلاف کانفرنس کر کے اس میں طے کیا ہے کہ

● - دیوبندی طلباء اہل حدیث کے مدرسوں میں تعلیم حاصل نہ کریں کیونکہ وہاں بقول ان کے باطل خیالات پڑھائے جاتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے ان کے مدرسوں میں نہ پڑھیں کیونکہ اہل حدیث کو بزرگوں ائمہ کرام اور صحابہ کرام سے کوئی عقیدت نہیں۔

● - چونکہ ھندوستان اسلامی ملک نہیں ہے اور یہاں پر خون بہانا جائز نہیں لہٰذا فی الحال اہل حدیث کا بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اخبار راشٹریہ سہارا (اردو) نئی دہلی شمارہ ۱۳/ مئی ۲۰۰۱ء صفحہ ۵ میں جمیعۃ العلماء کے سیکرٹری نشر و اشاعت عبدالحمید نعمانی سے لئے گئے انٹرویو میں ایک سوال کیا گیا کہ:

س: کیا مسلکی شدت اتنا اہم مسئلہ ہے کہ اس کیلئے خون بہانا جائز ہے۔

اس کا جواب انہوں نے دیا کہ:

ج: ’’یہاں خون بہانا جائز نہیں کیونکہ اس ملک میں اسلامی حکومت نہیں قانون کو ہاتھ میں لینا قطعی غلط ہے ہم صرف بعض قابل عمل طریقے اپنا سکتے ہیں ہم لوگ سمجھا بجھا کر یا جو لوگ ہمارے خلاف سرگرم ہیں ان کا بائیکاٹ کر کے مسلکی شدت پر قابو پا سکتے ہیں‘‘۔

مذکورہ جواب سے ظاہر ہے کہ اگر یہی دیوبندی اور اہل حدیث فتنہ کسی ایسے ملک میں شروع ہوا جس میں اہل حدیث کی حکومت ہو تو وہاں جمیعۃ العلماء کے سر قلم کئے جائیں گے اور اگر جمیعۃ العلماء کی حکومت ہو تو اہل حدیث کو صفحہ ہستی سے نابود کر دیا جائے گا اس اعتبار سے اہل حدیث کے افراد کو شکر کرنا چاہئے کہ وہ اس وقت کسی اسلامی حکومت میں نہ ہو کر ھندوستان میں مقیم ہیں۔

دیوبندی اور اہل حدیث لڑائی کوئی نئی لڑائی نہیں ہے اہل حدیث فرقہ کے خلاف تمام دیوبندی بلکہ بریلوی بھی شامل ہیں اور دونوں مل کر ان کو کافر قرار دیتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں بھی ایک دوسرے کو کافر مرتد اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں اس تعلق میں دو فتوے ملاحظہ فرمائیں۔

۱- مولوی محمد ابن عبدالقادر لودھیانوی لکھتے ہیں:

’’تقلید کو حرام اور مقلدین کو مشرک کہنے والا شرعاً کافر بلکہ مرتد ہوا اور حکام اہلِ اسلام کو لازم ہے کہ اس کو قتل کریں اور عذرداری اس کی بایں وجہ کہ ’’مجھ کو اس کا علم نہیں تھا‘‘۔ شرعاً قابلِ پذیرائی نہیں بلکہ بعد توبہ کے بھی اس کو مارنا لازم ہے یعنی اگرچہ توبہ کرنے سے مسلمان ہو جاتا ہے لیکن ایسے شخص کے واسطے شرعاً یہی سزا ہے کہ اس کو حکام اہل اسلام قتل کر ڈالیں یعنی جس طرح حد زنا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی اسی طرح یہ حد بھی تائب ہونے سے دور نہیں ہوتی علماء اور مفتیان وقت پر لازم ہے کہ بمجرد مسموع ہونے ایسے امر کے اس کے کفر اور ارتداد کے فتوے دینے میں تردّد نہ کریں ورنہ زمرہ مرتدین میں یہ بھی داخل ہونگے۔

انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمکائد والمفاسد صفحہ ۵ تا ۲ مطبوعہ جعفری پریس لاہور مولوی محمد ابن مولوی عبداللہ عبدالقادر لودھیانوی)

۲-اب بریلوی فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

’’وہابیہ و غیر مقلدین زمانہ باتفاق علمائے حرمین شریفین کافر و مرتد ہیں ایسے کہ جو اُن کے اقوال ملعونہ پر اطلاع پاکر انہیں کافر نہ جانے یا شک ہی کرے خود کافر ہے اُن کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے اُن کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں ان کا نکاح کسی مسلمان کافر یا مرتد سے نہیں ہو سکتا۔ ان کے ساتھ میل جول کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا۔ سلام کلام سب حرام ان کے مفصل احکام کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف میں موجود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مہر	مہر	مہر
دارالافتاء	آل رسول احمد	شفیع احمد خان
اہل سنت والجماعت	رضا خان بریلی	رضوی سنی حنفی - قادری

مذکورہ فتاویٰ سے ظاہر ہے کہ اہلِ حدیث فرقہ کے متعلق دیوبندی اور بریلوی فرقہ کے بانی علماء و بزرگان کس قدر خوفناک عزائم رکھتے ہیں۔ اور جن کی تلقین وہ اپنے فتووں کے ذریعہ اپنے متبعین کو کرتے رہتے ہیں۔

اب دیوبندیوں کے سیاسی ٹولہ جمیعۃ العلماء کی طرف سے ’’تحفظ سنّت‘‘ کی آڑ میں جو ہنگامہ آرائی شروع کی جارہی ہے تو دراصل اس کے پیچھے اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھ مضبوط کرنے اور چندے بٹورنے اور معصوم مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ایک گھناؤنا چکر چلایا جارہا ہے۔ کبھی تحفظ ختم نبوت کے نام پر یہ کارروائی ہوتی ہے تو کبھی تحفظ سنّت کے نام پر۔

اگر ہماری یہ بات غلط ہے تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ جمیعۃ العلماء اور احراری ملاؤں کا یہ سیاسی ٹولہ غیر مسلموں کے ساتھ تو ایک ہی سٹیج پر ان کا ہم پیالہ و ہم نوالہ بن کر اکٹھے ہاتھ ملا سکتا ہے لیکن اپنے کلمہ گو بھائیوں کو اپنے سٹیجوں سے کافر و مرتد قرار دیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کل ملک بھر میں مسلم فرقوں کے درمیان ان کے علماء مسلکی تشدد بھڑکانے میں ایک خاص کردار ادا کر رہے ہیں چنانچہ حال ہی میں عید میلاد النبی کے موقع پر سہارنپور میں دیوبندی علماء بریلویوں کے جلوس کو روکنے کا مطالبہ کر رہے ہیں اگرچہ بریلویوں نے جلوس کے خلاف دیوبندی فتوٰی کو نظر انداز کر کے جلوس نکالنے کا پورا ارادہ کیا ہوا ہے۔ حیرت ہے کہ یہی دیوبندی ملاں خود تو رام نومی کے جلوسوں میں بھی شامل ہوتے ہیں چنانچہ ہم نے خود ہوشیار پور کی جامعہ مسجد کے سابقہ امام سید اظہر حسین کو دیکھا ہے جو کہ دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں وہ خود مسلمانوں سمیت رام نومی کے جلوس میں شریک ہوئے اور ادھر دیوبند والے عید میلاد النبی کے جلوس کو غیر اسلامی قرار دے رہے ہیں۔ ہے نا حیرت انگیز بات!! معلوم نہیں اس مسلکی منافرت و تشدد اور ہنگامہ آرائی کی تہہ میں کونسے عناصر کار فرما ہیں لیکن ایک بات تو طے ہے کہ یہ ایک اسلام دشمنی کی سازش ہے۔

بالآخر ہم نہایت ادب سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مسلم علماء کا مسلکی منافرت و تشدد کا یہ رجحان جو دن بدن نہ صرف بڑھتا جارہا ہے بلکہ مسلمانوں کو ایک خوفناک کھائی میں دھکیل رہا ہے اس کا واحد حل صرف اور صرف یہ ہے کہ مسلمان ماموّر زمانہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ایک ہو کر آگ کے گڑھے سے بچ کر بھائی بھائی بن جائیں کیونکہ آج یہی حبل اللہ ہے جس سے مسلمانوں کی نجات وابستہ ہے۔ حضور اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

☆☆

(منیر احمد خادم)

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کیلئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں۔ وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔ اور عیسائیوں کیلئے کسر صلیب ہو اور اُن کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بالکل بھول جاوے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔‘‘

خطبہ جمعہ

رحیمیت سے فیضیاب ہونے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ محنت کرنی پڑے گی۔ خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے

نوکروں، خادموں اور زیر نگیں افراد سے شفقت و رحمت کا سلوک رحیمیت سے تعلق رکھتا ہے

رحیمیت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ جن جانوروں سے آپ کام لیتے ہیں ان سے بھی رحمت کا سلوک کریں

جو رحم کرنے والوں سے ظلم کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت سے بھی اپنا تعلق توڑ لیتے ہیں

حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں خطوط لکھنے والوں کے لئے بعض اہم اور ضروری نصائح

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۰/ اپریل ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۰/ شہادت ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا. وَذَرُوْا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ اَسْمَآئِهٖ. سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۃ الاعراف آیت ۱۸۱)

اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارہ میں کج روی سے کام لیتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی انہیں ضرور جزا دی جائے گی۔

اسماء باری تعالیٰ کا جو مضمون مَیں نے شروع کیا ہے اس پر مزید غور سے یہ معلوم ہوا کہ یہ تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔ اس پر بقیہ عمر اور اس کے بعد بھی اور عمر گزر جائے تو پھر بھی یہ صفات کا سمندر ختم نہیں ہو سکتا۔ بہر حال میں حسب توفیق کوشش کر رہا ہوں اور کچھ اس کے نتیجہ میں نئی نئی راہیں بھی کھلتی چلی جا رہی ہیں مثلاً مجھے خیال آیا، اب رحیم کی صفت کا بیان تھا، کہ کیوں نہ قرآن کریم کی ہر وہ آیت جس میں رحیم کا لفظ آتا ہے اس کو دیکھا جائے۔ تو اس پہلو سے اگر پہلے رحمٰن پر بھی اسی طرح غور کیا جاتا تو بہت لمبا سلسلہ رحمٰن کی صفات کے بیان میں خرچ ہو جاتا۔ اسی طرح ربّ کی بات گزر چکی ہے اور ربوبیت کا ذکر بھی اگر قرآن کریم کے حوالہ سے جہاں جہاں بھی ربّ کا لفظ آیا ہے وہ بیان کیا جاتا تو یہ بھی ایک نہ ختم ہونے والا مضمون تھا۔ بہر حال یہ سمجھ کچھ ذرا دیر میں آئی۔

اب جب مَیں نے وہ آیات جن میں "رَحِیم" آتا ہے صرف سورۃ البقرہ سے نکالی ہیں تو وہ بھی اتنی ہیں اور براہ راست اس مضمون سے ان کا گہرا تعلق ہے کہ اس خطبہ میں شاید مَیں اس کو ختم نہ کر سکوں۔ تو آئندہ بہر حال قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی رحیم کی صفت کا ذکر آیا ہے اس کو بیان کرتے ہوئے انشاء اللہ آگے چلوں گا۔ اب مَیں حسب سابق پہلے کچھ احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تین باتیں جس میں ہوں اللہ تعالیٰ اُسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا اور اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ پہلی یہ کہ وہ کمزوروں پر رحم کرے، دوسری یہ کہ وہ ماں باپ سے محبت کرے۔ تیسری یہ کہ خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔ (ترمذی. صفة القيامة)

جہاں تک پہلی دو باتوں کا تعلق ہے اس کا ایک تو رحمانیت کے ساتھ ذکر ہے جیسا کہ پہلے بھی ماں باپ کے تعلق میں بیان کیا گیا ہے اور کمزوروں پر رحم کرنا بھی رحمانیت سے تعلق رکھتا ہے لیکن تیسرا حصہ یہ کہ خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔ یہ یقینی طور پر رحیمیت سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ بھی خدمتگار ہیں اور نوکر ہیں۔ دوسرے اگر آپ رحم کا سلوک کریں تو یہ رحیمیت ہے کیونکہ ان سے آپ خدمت لیتے ہیں اور پھر اس خدمت کے بدلہ میں جو کچھ بھی دیتے ہیں یہ رحیمیت ہے۔

اسی ضمن میں ایک حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو"۔ (ابن ماجه. كتاب الرهون) یہ بھی بہت ہی پر حکمت بات ہے اور رحیمیت کی کہ جس سے کام لیتے ہو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کرو۔ یہ ایک محاورہ ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ روزانہ آپ کے گھروں میں جو مزدور مثلاً کام کرتے ہیں ان کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے پہلے ساتھ ساتھ مزدوری دیتے رہو۔ مراد یہ ہے کہ سارا دن تھکن کے بعد پھر ٹالو مٹولو بھی نہیں اور مزدوری ختم ہوتے ہی اس وقت کا جو پسینہ ہے اس کے خشک ہونے سے پہلے پہلے ان کو مزدوری ادا کر دو۔

پھر ایک اور حدیث ہے مسلم کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔ حضرت معرور بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابوذرؓ کو ایک خوبصورت کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ ان کے غلام نے بھی بالکل ویسا ہی کپڑا پہن رکھا تھا۔ مَیں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں انہوں نے ایک شخص کو بُرا بھلا کہا اور اس کی ماں کے عیب بیان کر کے اُسے شرم دلائی۔ حضور ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا: تم میں جہالت کی رگ ابھی باقی ہے۔ یہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں، وہ تمہارے خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے زیر نگیں کر دیا ہے۔ جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے، وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اپنے غلاموں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ اگر تم کوئی مشکل کام ان کے سپرد کرو تو اس کام میں خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ اور ان کی مدد کرو۔

اب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ جو نصیحتیں فرماتے تھے ان پر پہلے خود عمل فرمایا کرتے تھے اور ہر مشکل موقع پر جب صحابہ کو محنت کرنی پڑی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان سے بڑھ کر محنت کی۔ گھر میں بھی اپنی خواتین مبارکہ کی مدد کرتے تھے اور گھر کے کام کاج میں، اگرچہ وہ ملازمہ نہیں تھیں مگر زیر نگیں تھیں، تو ان کے کام میں ہاتھ بٹاتے اور ہر قسم کی محنت گھر میں روزمرہ کرتے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحتیں ایک ایسے شخص کی نصیحتیں ہیں جو ان نصیحتوں پر سب دنیا سے زیادہ خود عمل کرنے والا ہے۔

ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسلم کتاب الفضائل میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک بار آپؐ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ مَیں نے کہا: مَیں نہیں جاؤں گا، لیکن میرے دل میں یہ تھا کہ مَیں ضرور جاؤں گا کیونکہ حضورؐ حکم دے رہے ہیں۔ تو یہ بھی آپؐ خدام کو یہ جرأت دلایا کرتے تھے کہ پیار سے اور لاڈ سے وہ آگے سے بات کیا کریں، ڈر کے اور رعب کی وجہ سے چپ نہ رہیں۔ تو کہتے ہیں: مَیں نے آگے سے کہا مَیں نہیں جاؤں گا مگر دل میں یہی تھا کہ ضرور جاؤں گا۔ لیکن جو "نہیں جاؤں گا" کا فقرہ منہ سے نکلا وہ پھر بات اسی طرح ہی ہو گئی۔ اب اس میں بھی باریک بات یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور جو بات کی جائے وہ گہرے ادب سے کرنی چاہئے اور اس میں اگر بظاہر مذاق میں ہی کوئی بات کر دو تو پھر ویسا ہی ہو جایا کرتا ہے۔ کہتے ہیں: "بہر حال مَیں چل پڑا اور بازار میں کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرا اور ان کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آنحضور ﷺ جب تشریف لائے تو پیچھے سے میری گردن پکڑ لی۔ مَیں نے مُڑ کر آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپؐ انس کو اُنیس کہتے تھے۔ فرمایا: "اُنیس! جس کام کی طرف مَیں نے تجھے بھیجا تھا وہاں گئے تھے"۔ مَیں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہاں میں ابھی جاتا ہوں"۔ تو گئے وئے کوئی نہیں تھے۔ جو پہلے نہیں کی بات منہ سے نکلی تھی وہی بات ہوئی۔ ابھی جاتا ہوں۔ کہتے ہیں خدا کی قسم! مَیں نے نو سال تک حضورؐ کی خدمت کی ہے،

مجھے علم نہیں کہ آپؐ نے کبھی فرمایا ہو کہ تُو نے یہ کام کیوں کیا یا کوئی کام نہ کیا تو آپؐ نے فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔(مسلم. کتاب الفضائل)

ایک اور حدیث ہے مسلم کتابُ البِرِّ وَالصِّلَة سے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُمِّ سُلَیْم کے پاس ایک یتیم بچی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس بچی کو دیکھا اور مزاحاً فرمایا: ”تم اتنی بڑی ہو گئی ہو، تمہاری عمر آئندہ نہ بڑھے“۔

اب یہ فقرہ کہنے والے کی نیت کے مطابق ہے۔ بعض لوگ تو بددعا کے طور پر کہتے ہیں کہ نہ بڑھے اور بعض پیار سے کہتے ہیں کہ چھوٹی لگا کرو، ہمیشہ معصوم سی۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس رنگ میں بڑے پیار سے مزاحاً اس کو فرمایا کہ آئندہ تیری عمر نہ بڑھے۔

وہ یتیم لڑکی اُمِّ سُلَیْم کے پاس روتی ہوئی گئی۔ اُمِّ سُلَیْم نے کہا: بیٹی کیوں روتی ہو؟۔ اُس نے جواب دیا کہ حضورؐ نے مجھے بددعا دی ہے کہ میری عمر بڑی نہ ہو، اب میں کبھی لمبی عمر نہ پاؤں گی اور جلدی مر جاؤں گی۔ اُمِّ سُلَیْم جلدی جلدی اپنی اوڑھنی لپیٹے چل پڑیں اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضورؐ نے امّ سلیم سے پوچھا: کیا بات ہے، کیسے آئیں؟۔ اُمِّ سُلَیْم نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا آپؐ نے اس یتیم بچی کو یہ بددعا دی ہے کہ اس کی عمر لمبی نہ ہو۔ حضورؐ نے فرمایا: یہ کیسے ہے، کیسے ممکن ہے؟۔ اُمِّ سُلَیْم نے کہا کہ آپؐ نے اسے بددعا دی ہے کہ اس کی عمر لمبی نہ ہو۔ حضورؐ ہنس پڑے اور فرمایا: میں نے تو یونہی بچی سے دل لگی کی بات کی ہے۔ اے اُمِّ سُلَیْم! کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اپنے ربّ سے یہ شرط منوائی ہوئی ہے۔ یہ بہت ہی گہرا رحیمیت کا کلام ہے کہ میں نے اپنے رب سے شرط منوائی ہوئی ہے کہ میں انسان ہوں خوش بھی ہوتا ہوں جیسے لوگ خوش ہوتے ہیں اور ناراض بھی ہوتا ہوں جیسے لوگ ناراض ہوتے ہیں۔ اگر میں ناراض ہو کر کسی کو بددعا بھی دوں اور وہ بددعا کا اہل نہیں ہے تو اے میرے اللہ! تُو میری اس بددعا کو اس کے لئے طہارت، پاکیزگی اور قربت کا ذریعہ بنا دے، قیامت کے دن وہ تیرا قرب حاصل کرے۔(مسلم. کتاب البر والصلۃ)

اب دیکھئے آنحضور ﷺ کی باتیں کتنی محتاط تھیں۔ فصاحت و بلاغت کا ایک سمندر تھے۔ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے عرض کی ہے اللہ تعالیٰ سے اور منوالیا ہے کہ جس کو بددعا دوں کبھی اس کو بددعا نہ لگے۔ بعض ظالموں نے جب بہت ظلم کئے صحابہ پر تو ان کو جو بددعا دی وہ اسی طرح قبول ہوئی۔ پس ساتھ یہ فرمایا کہ اگر میں بددعا دوں اور وہ اس بددعا کا اہل نہ ہو۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بچی تو اس بددعا کی اہل نہیں۔ اگر خدانخواستہ میں نے بددعا دی بھی ہوتی تو میں نے اپنے اللہ سے یہ عہد لیا ہے کہ ایسی بددعا جو پیار اور غلطی سے کر دی گئی ہو وہ قبول نہ ہو۔

حضرت سَہَل بِن حَنْظَلَہ روایت کرتے ہیں اور یہ کتاب الجہاد، ترمذی سے لی گئی ہے۔ اس میں حضرت حَنْظَلَہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایک ایسے اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ کمر سے جا لگا تھا۔ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا: ”ان بے زبان چوپایوں کے بارہ میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ ان پر اس حالت میں سواری کرو کہ یہ صحتمند ہوں اور ان کو اس حالت میں کھاؤ کہ یہ صحتمند ہوں۔

اب اونٹ سے تو انسان مزدوری لیتا ہے اور وہاں رحیمیت کا جلوہ انسان کو دکھانا چاہئے۔ کسی جانور سے بھی کام لے تو اس جانور سے بھی رحیمیت کا سلوک ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ اپنی طرف سے بیچارہ زیر نگیں ہے اور پوری محنت کرتا ہے تو جتنی اس کی محنت ہے اس سے رحیمیت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر اس کو عطا کرو۔ تو اپنے جانوروں سے جن سے کام لیا جاتا ہے گائے، بھینیں، بیل وغیرہ ان سے بھی ایسا ہی سلوک ہونا چاہئے۔

ہمارے ملک میں تو بدقسمتی سے پنجاب میں خاص طور پر یہ رواج ہے کہ گائے بیل کو ہانکتے ہیں تو ظالموں کی طرح اس کو مارتے بھی چلے جاتے ہیں اور پھر گندی گالیاں بھی دیتے ہیں۔ اب گالیاں تو جانور کو نہیں لگتیں لیکن ان کو خود لگ جاتی ہیں۔ پس رحیمیت کا جلوہ دکھاتے ہوئے اپنے ان جانوروں سے جن سے آپ کام لیتے ہیں ان سے بہت رحمت کا سلوک کریں جو رحیمیت کا تقاضا ہے۔ آپ رحیم بنیں گے تو اللہ آپ کے لئے رحیم بن جائے گا۔ اور حضور ﷺ نے اس کو سمجھانے کی خاطر اور شوق دلانے کی خاطر یہی سمجھایا، اس حالت میں کھاؤ کہ صحتمند ہوں۔ اب جب بھی تمہیں ضرورت پڑی ان کا گوشت کھانے کی اگر تم نے ان کا پورا بدلہ نہیں دیا اور ان کا خیال نہیں رکھا تو پھر تمہیں بھی گندہ گوشت ہی ملے گا۔ تو صحت کے ساتھ رکھو، خود تمہیں اس کا فائدہ پہنچے گا۔

ترمذی کتاب الجہاد میں ایک روایت ہے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ ”رسول اللہ ﷺ نے ایک روز مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور مجھ سے ایک ایسی رازدارانہ بات کی جسے میں لوگوں میں سے کبھی کسی کو نہیں بتاؤں گا“۔ اب یہ رازدرانہ بات جو انہوں نے نہیں بتائی تھی وہ رازدارانہ بات ہی ہے لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کسی کو بعض دفعہ جنت کی بشارت دے دیا کرتے تھے یا اپنے پیار کی کہ مجھے تم سے بہت پیار ہے۔ تو یہ وہ غالباً اسی قسم کا راز ہوگا جو بات ان کو بتائی گئی۔ راوی کہتے ہیں ”پھر رسول کریم ﷺ انصار کے ایک باغیچہ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اونٹ تھا۔ اس نے جب رسول کریم ﷺ کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ آنحضور ﷺ اس کے پاس گئے، اس کی کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا، اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے، یہ اونٹ کس کا ہے؟۔ اس پر ایک نوجوان انصاری آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا اونٹ ہے۔ آنحضور ﷺ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: ”تم اس چوپائے کے بارہ میں جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے اللہ کا تقویٰ کیوں اختیار نہیں کرتے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے باربرداری کے کام بھی لیتے ہو“۔

اب یہ کہنا کہ اونٹ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی یہ بظاہر ایک بعید بات ہے مگر حقیقت یہ یہی ہے کہ جانور بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رحمت و شفقت کو پہچان لیتے تھے۔ جانور تو جو شخص بھی اس کو رحمت سے دیکھے اس کو پہچانتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ جانور کو سمجھ نہیں آتی۔ روزمرہ کے جو جانوروں سے سلوک کئے جاتے ہیں اس کے مطابق وہ بھی اسی طرح سلوک کرتے ہیں۔ اب یہاں یہ رواج ہے کہ مگ وغیرہ شکاری جانور جو آتے ہیں ان کو مارنے کی اجازت نہیں ہے۔ تو وہ ہمارے قریب آ کر ہمارے ہاتھ سے روٹی کھا لیتے ہیں اور پاکستان میں جہاں ان کو مارنے کا رواج ہے وہاں ایک ایک میل دور سے اڑ جاتے ہیں۔ تو جانور بڑا ذکی ہوتا ہے، بہت فہیم ہوتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے مطلب کی عقل عطا فرمائی گئی ہے۔ پس اس لئے اس جانور نے واقعۃً، یقیناً آنحضرت ﷺ کی رحمت کو دیکھ لیا تھا اور بھانپ لیا تھا اور اسی وجہ سے اس نے اپنے مالک کی شکایت کی۔

اب چند اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ پھر اس کے بعد جو وقت ملے گا تو پھر میں انشاءاللہ روایات کی طرف واپس آؤں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اور (اللہ تعالیٰ نے) مسیح موعود کو اسمِ احمد کا مظہر بنایا اور اسے شانِ رحیمی و جمالی کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اس کے دل میں رحمت اور شفقت کندہ کر دی اور اسے اخلاق عالیہ و فاضلہ سے مہذب فرمایا“۔(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی رحیمیت کے جلوہ گر تھے اسی لئے آپ نے جماعت کو بتایا ہے کہ مجھ میں جو غیر معمولی رحمت اور شفقت دیکھتے ہو یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔

فرماتے ہیں: ”میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں، میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے تو میں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لااُبالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے“۔

آج کل تو بدنصیبی سے مسلمانوں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اگر ان کی ہمدردی بھی کی جائے تو وہ الٹ کر اس کا جواب سختی سے دیتے ہیں اور ہندوؤں میں یہ خدمتِ خلق نسبتاً آسان ہے۔ اب گجرات میں جو زلزلہ سے تباہی آئی تھی ہماری طرف سے ٹیمیں وہاں کام کرتی رہی ہیں، اب بھی کر رہی ہیں۔ تو ایک ٹیم کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ کام کرتے ہوئے وہاں مسلمانوں نے اتنا برا منایا کہ احمدیوں کے اخلاق کا اچھا اثر پڑے گا اور اس کے نتیجہ میں خواہ یہ کہیں یا نہ کہیں یعنی کہتے تو نہیں کہ احمدی ہو جاؤ

تبلیغ دیں و نشرِ ہدایت کے کام پر ...... مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Sonikya
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

تو مدد کریں گے، ہر ایک کی خدمت کرتے ہیں پھر بھی وہ سمجھ جائیں گے کہ احمدی بہت اچھے لوگ ہیں۔ تو انہوں نے اتنی شدید مخالفت کی کہ پولیس کے پاس اور ہندوؤں اور بڑے بڑے عہدیداروں کے پاس گئے اور کہا کہ ہم بہت سختی سے اس کا جواب دیں گے۔ پھر اگر یہاں قتل وغارت کا بازار گرم ہوا تو ہم پر آنچ نہ لانا، ہم پر کوئی حرف نہ رکھنا۔ اس پر وہاں کے S.P نے احمدیوں سے درخواست کی کہ آپ ایسے لوگوں کی کیوں مدد کرتے ہیں جو پیار کا جواب غصہ سے دینے والے ہیں۔ اس لئے آپ ہندو علاقہ میں جا کے کام کریں پھر دیکھیں۔ تو اس ہندو علاقہ میں بھی تو زلزلہ آیا ہوا تھا وہاں جب کام کیا تو بے حد خوش ہوئے ہندو اور ہر طرح سے ان کی مدد کی، ہر کام میں وقار عمل کے طور پر شامل ہوئے۔ جو ٹینٹ لے کر گئے تھے وہ ٹینٹ خوشی سے لگوائے۔ تو یہ اب بدقسمتی سے مسلمانوں کا دور ہے کہ ان سے اگر رحیمیت کا بھی سلوک کرو تو اس کو قبول نہیں کرتے۔ پھر اللہ سے کس طرح وہ رحیمیت کی توقع رکھیں گے۔ جو رحم کرنے والوں پر ظلم کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت سے بھی اپنا تعلق توڑ لیتے ہیں۔

ایک بہت دلچسپ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا لکھا ہے: "ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جارہا تھا ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور مَیں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا جو ستر پچھتر برس کی ضعیفہ ملی اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اس کو جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ مَیں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر پٹواری کو بہت شرمندہ ہونا پڑا کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا ہی اور ثواب سے بھی محروم رہا"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۵۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام طاعون کے زمانہ میں جو بنی نوع انسان سے شفقت تھی اس کا ذکر مولوی عبدالکریم صاحب کی روایت میں ملتا ہے مگر یہ غالباً رحیمیت سے بڑھ کر رحمانیت کا مضمون ہے کہ جن کے لئے پیشگوئی تھی کہ وہ طاعون سے ہلاک ہوں گے اور اس طرح آپ کی پیشگوئی صادق آئے گی۔ ان کے لئے اشتہار ایک لکھ کر طاعون سے بچنے کی دوائیاں تقسیم کروائیں اور اس کے علاوہ دعاؤں میں رو رو کر گریہ وزاری کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو بچا لے۔

ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چہل قدمی فرما رہے تھے تو واپس آکر اپنے مکان میں داخل ہو رہے تھے کہ کسی سائل نے دُور سے سوال کیا تو اس وقت ملنے والوں کی آوازوں میں اس سائل کی آواز گم ہو کر رہ گئی۔ اب سائل کو دینا جو ہے یہ رحیمیت ہے۔ رحمانیت بن مانگے دینے کو کہتے ہیں اور بے انتہا دینے کو کہتے ہیں۔ رحیمیت میں ایک معنی یہ ہے کہ جب تم سے کوئی مانگے تو پھر اس سے شفقت کا سلوک کرو۔ پس غریبوں، فقیروں وغیرہ کو کچھ عطا کرنا یہ رحیمیت کا جلوہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کان میں جب آواز آئی تو لوگوں کی باتوں میں وہ ذہن سے نکل گئی کہ ایک فقیر نے آواز دی تھی۔ جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو حضور نے بلند آواز سے پوچھا کہ جس سائل کی آواز میرے کان میں گونجی تھی باہر جا کر پوچھو کہ اس کا کیا بنا؟ کہاں ہے وہ؟ اس آواز پر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمانے پر لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو اسی وقت یہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے مگر دل بے چین تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ پر اسی سائل کی پھر آواز آئی اور آپ لپک کر باہر آئے اور اس کے ہاتھ میں کچھ رقم رکھ دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ میری طبیعت اس سائل کی وجہ سے سخت بے چین تھی۔ مَیں نے دعا بھی کی تھی کہ خدا اسے واپس لائے۔ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۲۸۶)

اس ضمن میں ایک اور روایت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"تیسری قسم فیضان کی فیضانِ خاص ہے۔ اس میں اور فیضانِ عام میں یہ فرق ہے کہ فیضان عام میں مستفیض پر لازم نہیں کہ حصول فیض کے لئے اپنی حالت کو نیک بناوے اور اپنے نفس کو حُجبِ ظلمانیہ سے باہر نکالے"۔ یعنی وہ جس پر رحمانیت کا جلوہ برستا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ خود نیک ہو یا اپنے آپ کو رحمانیت کا اہل بنائے۔ "حجب ظلمانیہ" وہ حجاب جو تاریکی پیدا کرنے والے ہیں ان سے وہ باہر نکلنے "یا کسی قسم کا مجاہدہ اور کوشش کرے بلکہ اس فیضان میں جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں خدائے تعالیٰ آپ ہی ہر یک ذی روح کو اس کی ضروریات جن کا وہ حسب فطرت محتاج ہے عنایت فرماتا ہے اور بن مانگے اور بغیر کسی کوشش کے مہیا کر دیتا ہے لیکن فیضان خاص میں جُہد اور کوشش اور تزکیۂ قلب اور دعا اور تضرع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقع ہو شرط ہے"۔

اب دیکھیں کہ جو بھی آپ دعائیں کرتے ہیں اس میں جو مجاہدہ کرتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں قبولیت کی سند پاتا ہے تو اس کے نتیجہ میں وہ عطا کرتا ہے اور رحیمیت سے فیض لینے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ محنت کرنی پڑے گی۔ جس طرح مزدور، مزدوری کر کے اس کا فیض اٹھاتا ہے آپ اگر اللہ کے حضور گریہ وزاری کریں، محنت کریں، گریہ وزاری ایک سائل، ایک گداگر بھی کرتا ہے، تو اس کے نتیجہ میں جو خدا کا فیض خاص طور پر نازل ہوتا ہے اس کو رحیمیت کہا جاتا ہے۔

فرمایا: "اس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس کے لئے محنت کرتا ہے اور اس فیضان کا وجود بھی ملاحظۂ قانون قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ میں سعی کرنے والے اور غافل رہنے والے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ بلاشبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ہر یک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں ایک خاص رحمت ان کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ اس فیضان کی رو سے خدائے تعالیٰ کا نام قرآن شریف میں رحیم ہے اور یہ مرتبہ صفتِ رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بشرائط ہونے کے مرتبہ صفت رحمانیت سے مؤخر ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے اول صفتِ رحمانیت ظہور میں آئی ہے پھر بعد اس کے صفتِ رحیمیت ظہور پذیر ہوئی ہے۔ پس اسی ترتیب طبعی کے لحاظ سے سورۃ فاتحہ میں صفتِ رحیمیت کو صفتِ رحمانیت کے بعد میں ذکر فرمایا اور کہا ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔ اور صفتِ رحیمیت کے بیان میں کئی مقامات پر قرآن شریف میں ذکر موجود ہے جیسا کہ ایک جگہ فرمایا ہے ﴿وَمَا كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ (احزاب: ۴۴) یعنی خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنی بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہیں"۔

اب یہ جو نکتہ ہے کہ قرآن کریم سے رحیمیت یا باقی صفات کے جلوے تلاش کرو یہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا سمجھایا ہوا نکتہ ہے اور اب سمجھ آئی کہ بِالْمُؤْمِنِيْنَ کیوں فرمایا تھا۔ جہاں تک رحمانیت کا تعلق ہے رسول اللہ ﷺ تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمان ہیں۔ دشمن کے لئے، کافر کے لئے، نیک کے لئے، بد کے لئے۔ جس طرح اللہ نیک و بد پر، سب پر اپنی بارش برساتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس معاملہ کو بہت گہرائی سے سمجھتے تھے کہ یہ یہاں ﴿بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْماً﴾ کیوں فرمایا۔ حالانکہ آپ سب پر رحم کرنے والے تھے۔ باقیوں پر رحم رحمانیت کے جلوہ کے تابع ہے اور مومنوں پر رحیمیت کی وجہ سے۔ یہ مومن آپ کو خوش کرنے کے لئے محنت کرتے تھے اور بڑی بڑی قربانیاں دیتے تھے جیسے فرمایا "یعنی خدا کی رحیمیت صرف ایمان داروں سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنی بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہیں"۔

"اس جگہ دیکھنا چاہئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھ خاص کر دیا لیکن رحمانیت کو کسی جگہ مومنین کے ساتھ خاص نہیں کیا"۔ اب قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی رحمانیت کا ذکر ہے کہیں مومنوں کے لئے خاص نہیں فرمایا بلکہ رحیمیت کو خاص کیا ہے اور رحمانیت کو عام کر دیا ہے۔ بعض جگہ غلط فہمی ہو سکتی ہے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ. عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾۔ اس آیت میں اور دیگر آیات میں رحمانیت کو مومنوں کے لئے بھی خاص فرمایا گیا ہے مگر ان معنوں میں کہ جو قرآن کا جلوہ، جو وحی کا جلوہ ان کو ملتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے نتیجہ میں ہی ملتا ہے اور اس کی وجہ سے ان کو اللہ تعالیٰ نے بن مانگے دیا ہے یعنی یہاں بھی رحمانیت کا بن مانگے دینا ظاہر و باہر ہے کیونکہ انہوں نے قرآن کے نزول کے لئے کوئی تمنا تو نہیں کی تھی، کوئی محنت تو نہیں کی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے بن مانگے اور بغیر استحقاق کے ان پر یہ جلوہ نازل فرمایا۔

کہیں یہ نہیں آتا "كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحْمَانًا"۔ قرآن کریم میں کہیں یہ لفظ نہیں آئے گا کہ مومنوں کے لئے آپ رحمٰن تھے۔ رحیم کا لفظ آتا ہے۔ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ کا بھی ذکر آتا ہے۔ پھر دوسری جگہ فرمایا ﴿اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ اللہ کی رحمت محسنین کے قریب تر ہے۔ تو یہاں بھی رحمت بمعنی رحیمیت کیونکہ رحمانیت بھی رحم سے نکلی ہے اور رحیمیت بھی۔ یہاں رحیمیت مراد ہے۔ اس کا ترجمہ خود یہی فرما رہے ہیں "یعنی رحیمیت الٰہی انہی لوگوں سے قریب ہے جو نیکو کار ہیں"۔ اور پھر ایک جگہ فرمایا ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. اُوْلٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (البقرہ: ۲۱۹)۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کی"۔ اب سچا مہاجر تو وہی ہے جو یہ ہجرت الی اللہ کرے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کے لئے جانے میں بہت سے منافع بھی پیش نظر ہو جاتے ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کس کی ہجرت خدا کی خاطر تھی اور واقعی سچی مجبوریوں سے تھی اور کس کی دنیا کمانے کی وجہ سے ہجرت تھی۔ تو ہم تو کسی پر کوئی فتویٰ نہیں لگا سکتے۔ مگر اللہ سب کچھ جانتا ہے، دلوں کا راز سمجھتا ہے۔

تو اس لئے فرمایا: "یعنی جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)

Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road

Daryaganj New Delhi-110002

(INDIA)

جدائی اختیار کی"۔ اب نفس پرستیوں کی شرط ایک ایسی ہے جو انسان کو یقیناً بتا سکتی ہے کہ وہ مہاجر ہے۔ اگر غیر ملک میں جا کر وہ پہلی بدیاں اپنے ملک میں ہی چھوڑ جاتا ہے جو وہ پہلی زندگی میں شامل حال تھیں اور خود نیکی اختیار کرتا ہے تو دنیاوی فوائد تو اس کو ملیں گے ہی مگر اس کی ہجرت الی اللہ ہو جائے گی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھوٹے چھوٹے نکتے ایسے گہرے بیان فرمائے ہیں کہ ان کے ذریعہ انسان اپنے نفس کو پہچان سکتا ہے اور اگر غافل رہنا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔

فرمایا: "نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ میں کوشش کی۔ وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہیں اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنی اس کا فیضان رحیمیت ضرور ان لوگوں کے شامل حال ہو جاتا ہے کہ جو اس کے مستحق ہیں۔ کوئی ایسا نہیں جس نے اس کو طلب کیا اور نہ پایا"۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۵۲، حاشیہ نمبر ۱۱)

پھر شہادت القرآن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تحریر ہے:

"مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے"۔ اب اکثر تندرست ہی ہیں جو چارپائیوں پر قبضہ کر لیتے ہیں، اچھی سیٹوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور کمزور بیچارے کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔ تو یہ رحیمیت کے خلاف ہے کہ کمزوروں پر رحم نہ کرے اور جو طاقتور ہیں ان سے ڈرے۔ کمزوروں پر رحم جو ہے یہ رحیمیت ہے اور جو اللہ کے کمزور بندوں پر رحم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے رحیمیت کا سلوک فرماتا ہے۔

فرمایا: "اگر مَیں نہ اٹھوں اور ہمت اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں"۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بارہا ایسے واقعات آئے ہیں کہ اپنی چارپائی تو درکنار اپنا لحاف تک مہمانوں کے سپرد کر دیا اور خود کوٹ اوڑھ کر بیٹھ گئے حالانکہ سخت سردی کی رات تھی۔ تو یہ اپنے کمزور بندوں پر جو محنت کرتے ہیں آپ کی رضا کمانے کے لئے، وہی جس طرح رسول اللہ ﷺ کا صحابہ کے لئے حال تھا ویسا ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے صحابہ کے لئے حال تھا کہ ان کے لئے اپنے ہر آرام کو ترک فرما دیتے تھے۔

"اگر وہ کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر مَیں اس کے مقابل پر امن سے سو رہا ہوں اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں"۔

ایک اور روایت ہے ایام الصلح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دعا محض لغو امر نہیں اور نہ صرف ایسی عبادت جس پر کسی قسم کا فیض نازل نہیں ہوتا۔ یہ ان لوگوں کے خیال ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کا وہ قدر نہیں کرتے جو حق قدر کرنے کا ہے اور نہ خدا کی کلام کو نظر عمیق سے سوچتے ہیں"۔ عمیق کہتے ہیں گہری چیز۔ تو اللہ تعالیٰ کے کلام کو ٹھہر کر، غور سے پڑھیں اور گہری نظر سے مطالعہ کریں تو سمجھ آئے گی ورنہ سرسری اس پر سے گزر جائیں گے۔ "اور نہ قانون قدرت پر نظر ڈالتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دعا پر ضرور فیض نازل ہوتا ہے جو ہمیں نجات بخشتا ہے۔ اسی کا نام فیض رحیمیت ہے جس سے انسان ترقی کرتا جاتا ہے۔ اسی فیض سے انسان ولایت کے مقامات تک پہنچتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایسا یقین لاتا ہے کہ گویا آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ...۹)

"مسئلہ شفاعت بھی صفت رحیمیت کی بنا پر ہے"۔ اب اذان کے بعد جو ہم دعا کرتے ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہمارے لئے شفیع بنے تو اس کے لئے خود محنت کرو گے تو شفیع بنے گا۔ عام طور پر مُلّانوں نے یہ غلط فہمی پیدا کر کے اسلام میں لوگوں کی ہلاکت کا سامان پیدا کر دیا ہے کہ گناہ جتنے مرضی کرو شفیع الوریٰ پر نظر رکھو وہ تمہاری شفاعت کر دے گا۔ گناہ جتنے مرضی کرو وہ شفاعت کر سکتا ہے اگر اس کی شفاعت کے لئے ساتھ ساتھ استغفار سے بھی کام لو، توبہ سے بھی کام لو اور بار بار گناہوں سے بخشش طلب کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان لوگوں کے لئے شفیع ہیں جن میں یہ صفات ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں خدا تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں کہ مَیں نے بار بار گناہ کئے اور تو نے بار بار مجھ سے عفو کا سلوک فرمایا۔ گناہوں کا احساس اس پہلو سے کہ ہر انسان سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں ہم پر بہت زیادہ فرض ہے بہ نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو بطور نبی معصوم تھے۔ مگر اس کے باوجود آپ کی تحریرات کا مطالعہ کر کے دیکھو آپ بے انتہا انکساری کے ساتھ بار بار یہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا تو نے بار بار مجھ سے گناہ سرزد ہوتے دیکھے اور بار بار رحمت اور شفقت کا سلوک فرمایا۔ یہ بار بار کرنا یہ رحیمیت ہے۔ پس توبہ بار بار کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی بار بار تم سے رحمت کا سلوک فرمائے گا۔

فرماتے ہیں: "اسی فیض سے انسان ولایت کے مقامات تک پہنچتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایسا یقین لاتا ہے کہ گویا آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ مسئلہ شفاعت بھی صفت رحیمیت کی بنا پر ہے"۔

اب دیکھیں کیسی کیسی باریک باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں سمجھائی ہیں اور جماعت پڑھتی تو ہو گی ضرور ان کتابوں کو مگر سرسری طور پر اوپر سے گزر جاتی ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں جب تک ساتھ غوطے نہ لگائے جائیں آپ کے مفاہیم اور مطالب کو انسان پا نہیں سکتا۔

"خدا تعالیٰ کی رحیمیت نے ہی تقاضا کیا کہ اچھے آدمی بُرے آدمیوں کی شفاعت کریں"۔ (ایام الصلح. روحانی خزائن جلد ۱۴. صفحہ ۲۵۰)۔ یہاں پھر 'بُرے' سے یہ نہ سمجھ لیں کہ ہر بدی کرتے چلے جاؤ اور اس کو دور کرنے کی کوشش نہ کرو تو پھر بھی رسول اللہ ﷺ شفاعت فرما دیں گے۔ توبہ شرط ہے اور بار بار توبہ شرط ہے اور رحیمیت بار بار توبہ کے نتیجہ میں ہی عطا ہوتی ہے۔ بار بار توبہ کرو، اللہ تعالیٰ بار بار رحم فرمائے گا لیکن اگر گناہوں سے غافل رہو گے تو وہ اندر ہی اندر تمہیں کھا جائیں گے اور کھوکھلا کر دیں گے اور کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا کہ نیکیاں گئی کہاں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی توقع رکھنا یہ آپ کی گستاخی ہے، یہ آپ کی عظمت کا اعتراف نہیں۔

اب مَیں ایک حدیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مَیں نے کہا تھا نا بعض احادیث ان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے بعد پھر دوبارہ میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جنگ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کوڑے کے ساتھ اپنے غلام کو مار رہا تھا تو اچانک مَیں نے پیچھے سے آواز سنی۔ اے ابو مسعود! اے ابو مسعود! اور اس آواز میں ایسی شوکت اور دبدبہ تھا کہ آپ نے فرمایا "اے ابو مسعود! یاد رکھ"۔ لیکن میں غصہ کی وجہ سے آواز نہ سمجھ سکا کہ کس کی ہے، کیا کہہ رہی ہے۔ جب آواز میرے قریب پہنچ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کہہ رہے ہیں کہ "اے ابا مسعود! یاد رکھ"۔ اس پر مَیں نے کوڑا رکھ دیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: "اے ابو مسعود یاد رکھ اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تو اس غلام پر رکھتا ہے"۔ ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس پر مَیں نے کہا کہ آج کے بعد میں کبھی غلام کو نہیں ماروں گا۔

اور جو ایک دوسری زیادہ معتبر روایت ہے اس میں یہ آتا ہے کہ ابو مسعود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں اللہ کی خاطر اس غلام کو آزاد کرتا ہوں۔ جب آپؐ نے یہ سنا تو فرمایا کہ اگر تو ایسا نہ کرتا تو ضرور آگ تجھے جھلس دیتی۔ یا حضورؐ نے فرمایا کہ آگ تجھے ضرور چھوتی۔

ایک بخاری کتاب العتق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے پاس کھانا لے کر آئے تو اگر وہ اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو کم از کم ایک دو لقمے تو اسے کھانے کو دے کیونکہ اسی نے یہ کھانا اس کے لئے تیار کیا ہے۔ یہاں ضروری نہیں کہ کھانا تیار کرنے والا باورچی ہی کھانا لے کر آئے، کھانا تیار کوئی اور بھی کر سکتا ہے خدمت کے لئے کھانا کوئی اور بھی لاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت تھی اور اس سنت کو بھلانا نہیں چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو کبھی اپنے خدام کو اپنے ساتھ بٹھا کر وہی کھانا کھلاؤ اور تم میں اتنی توفیق نہیں تو کم سے کم اس کھانے میں سے کچھ تو اس کے لئے رکھ لو۔

مسلم کتاب الایمان۔ حضرت ھلال بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جلد بازی میں اپنے خادم کو تھپڑ مار دیا۔ اس پر سُوَیْد بن مُقَرِّنْ نے اُس سے کہا کہ ایک بار مَیں بنی مُقَرِّن کے سات آدمیوں میں سے ایک تھا۔ ہمارے پاس صرف ایک خادمہ تھی۔ ہم میں سے سب سے چھوٹے شخص نے اُسے تھپڑ مار دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اُسے آزاد کر دیں۔ (مسلم. کتاب الایمان) یعنی باوجود اس کے کہ وہ ایک ہی خادمہ تھی آپ نے اس کی پرواہ نہیں کی اور حکم دیا کہ اب اپنا کام خود کرو۔ اب تھپڑ جو مارا ہے اس کے بدلہ میں اس کو آزاد کر دو۔

ایک مسلم کتاب البر سے روایت ہے حضرت ہشام کی جو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

ارشاد نبویؐ

اَلْاَمَانَۃُ عِزٌّ

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 بینٹو لین کلکتہ 700001

دکان - 248-5222, 248-1652, 243-0794

رہائش - 237-0471, 237-8468

ایک بار ہشام بن حکیم بن حزام کا کچھ عجمی کسانوں کے پاس سے گزر ہوا جن کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا۔ ہشام نے پوچھا ان کا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ انہیں جزیہ کے تعلق میں روک رکھا گیا ہے۔ اس پر ہشام نے کہا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔ خصوصاً جو لوگ زیر نگیں ہوں، مزدور پیشہ ہوں یا ویسے ہی تابع ہوں جیسے غلام ہیں اور اسی طرح رعایا ہوتی ہے وہ بھی زیر نگیں ہے۔ ان سب کی اگر کوئی بہبود نہیں چاہے گا تو پھر وہ اللہ تعالیٰ سے عذاب ہی کی توقع رکھ سکتا ہے۔

ایک مسند احمد بن حنبل میں زہری کی روایت ہے کہ مجھے ثابت بن قیس نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہوا اللہ کی رحمت سے تعلق رکھتی ہے۔ کبھی یہ رحمت لے کر آتی ہے اور کبھی عذاب لے کر آتی ہے۔ پس جب تم اسے دیکھو تو اسے گالی نہ دو بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس میں پائی جانے والی خیر طلب کرو اور اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

بعض لوگ آندھیوں کو، طوفانوں وغیرہ کو گالیاں دیتے ہیں حالانکہ یہ قوانین قدرت کی مظہر چیزیں ہیں اور ان کو اگر گالی دی جائے یا سخت کلامی کی جائے تو ان کا تو کوئی نقصان نہیں وہ تو بہر حال تمہیں دبا لیں گی مگر تمہارا نقصان اس معنی میں ہوگا کہ تم اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے والے بن جاؤ گے۔ تو دنیاوی عذاب تو ہے ہی، آخرت کے عذاب میں بھی مبتلا ہو جاؤ گے۔ پس اس لئے جو قدرتی زلزلے یا طوفان وغیرہ آتے ہیں ان پر صبر و شکر کرنا چاہئے، ان کو گالیاں دینا بالکل لغو اور بے کار فعل ہے اور سوائے اس کے کہ اپنے عذاب میں آپ اضافہ کریں اور کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

اسی ضمن میں آنحضرت ﷺ کی ایک روایت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلم کتاب الالفاظ من الادب میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ کو گالیاں نہ دو کیونکہ خود اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔ یعنی جو زمانہ ہے یہ اللہ ہی نے پیدا فرمایا ہے۔ پس تم جب زمانہ کو گالیاں دو گے تو وہ اللہ ہی کو گالیاں دو گے۔ ہر قسم کی احتیاط آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سمجھا دی ہے اور راہ کے ہر خوف سے آگاہ فرما دیا ہے، نذیر ہونے کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ جتنی اچھی حکومت ہو اتنی ہی زیادہ رستوں کے چکر اور خطرات اعلان کے طور پر کئے جاتے ہیں۔ اب دیکھو سڑکوں پر جگہ جگہ اعلان ہوتا ہے کہ گریڈ اب اتنا ہو گیا ہے، یہ نیچے جانے والی ہے، اچانک مڑنے والی ہے۔ اب یہ اوپر چڑھنے والی ہے تو یہ بظاہر خطرات کی باتیں ہیں لیکن نذیر در حقیقت مبشر ہوتا ہے۔ اگر انذار نہ کیا جائے صحیح انذار، جھوٹا انذار نہیں، صحیح انذار نہ کیا جائے تو انسان ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ تبشیر ہی کا ایک دوسرا نام انذار ہے۔

اب آنحضرت ﷺ کی رحیمیت کا ہر درجہ کمال ہے کہ فرمایا مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ یہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ یہ بھی تمہاری خدمت کر رہا ہے صبح کے وقت اذان کی آواز آئے تو لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں حالانکہ بالارادہ وہ ایسا نہیں کرتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ صبح پو پھوٹے تو اذان دے دے۔ اور اس سے چونکہ تمہیں فائدہ پہنچتا ہے، یہ تمہاری خدمت کرتا ہے تو رحیمیت کے خلاف ہے کہ تم مرغ سے بھی کوئی بُرا سلوک کرو۔

ایک ترمذی ابواب الصید میں روایت ہے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ سے سدھائے ہوئے شکاری کتے سے شکار کرنے کے بارہ میں پوچھا۔ حضورؐ نے فرمایا: جب تم نے اپنا کتا بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا ہے تو اس شکار کو کھاؤ جو اُس نے تمہارے لئے پکڑ رکھا ہے اور اگر اُس نے اس میں سے کچھ کھا لیا ہے تو تم نہ کھاؤ"۔ کیونکہ کتے کے کھانے سے کچھ زہریلا مادہ، جراثیم وغیرہ بھی گوشت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ "اگر اُس نے اس میں سے کچھ کھا لیا ہے تو تم نہ کھاؤ کیونکہ وہ اس نے اپنے لئے شکار کیا ہے"۔

اب یہ اور بھی حکمت کی بات بیان فرمائی کہ اگر تمہارے لئے شکار کیا ہوتا تو تمہارے لئے روک رکھتا۔ تم نے اگر کتوں کو صحیح سدھایا ہی نہیں اور وہ حرص کر کے شکار خود کھانے لگ جاتے ہیں تو پھر یہ تمہارے لئے شکار نہیں ہے یہ ان کا اپنا شکار ہے۔ "مَیں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگر ہمارے کتوں کے ساتھ دوسرے کتے مل جائیں تو کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے اپنے کتے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا تھا اور دوسرے کتوں پر تو تم نے اللہ کا نام نہیں لیا تھا"۔ (ترمذی۔ ابواب الصید) یعنی کوئی پتہ نہیں کس کتے نے منہ مارا ہے۔ تو تقویٰ اختیار کیا کرو اور اگر تمہیں پتہ ہو کہ جس کتے نے شکار پکڑا ہے اور تمہاری خاطر روک رکھا ہے۔ اگر وہ بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا گیا ہے تو پھر وہ تمہارا خادم ہے اور اس کا ان معنوں میں رحیمیت سے تعلق ہے کہ وہ تمہاری خدمت کرتا ہے پھر اس کا بھی خیال رکھو، اسے اچھی طرح سکھاؤ پڑھاؤ۔

ایک یہ حدیث ہے یہ غلطی سے اس میں آگئی ہے منہ پر مارنے اور داغنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ اللہ بہتر جانتا ہے رحمانیت سے تعلق رکھتی ہے یا رحیمیت سے مگر رحم سے بہر حال تعلق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہنا چاہئے کیونکہ حضرت عبداللہ بھی صحابی تھے اور حضرت عمر بھی صحابی تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک عورت کو اپنی بلّی کی وجہ سے عذاب دیا گیا اس نے بلّی کو قید کئے رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئی اس پر وہ عورت دوزخ میں چلی گئی۔ اس نے نہ تو بلّی کو کچھ کھانے کو دیا نہ پینے کو بلکہ اسے قید کئے رکھا، نہ ہی اسے آزاد چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا سکتی۔ (بخاری کتاب حدیث الانبیاء)

اب اس حدیث کی رحیمیت سے ایک تعلق ضرور ہے وہ ان معنوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے جانور جتنے بھی پیدا کئے ہیں ان کو انسان کا محتاج نہیں بنایا۔ وہ محنت کرنے کے لئے آزاد ہیں اور جتنی محنت کرتے ہیں وہ اپنے رزق کا سامان کر ہی لیتے ہیں۔ انسان جو جانوروں کو لومڑیوں کو، بلیوں کو، کتوں کو روٹی ڈالتا ہے یا پرندوں کو تو اس پر انحصار نہیں ہے ان کی زندگی کا، ان کو اللہ نے بہر حال دینا ہی دینا ہے۔ اس لئے اس نے اگر بلّی کو قید کر کے رکھا تو خدا نے جو اس کے اندر رزق حاصل کرنے کے لئے محنت کا جذبہ پیدا کیا ہے وہ اس سے محروم رہ گئی اور قید ہونے کی وجہ سے بھوکی مر گئی۔ تو اس وجہ سے اس عورت کے متعلق فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔

حضرت انس کی ایک روایت بخاری کتاب الحج ابواب العمرۃ میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے (حج کے سفر میں) ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے گھسٹتا چلا جا رہا ہے۔ آپؐ نے پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس نے نذر مانی ہے کہ وہ پیدل (حج کے لئے) جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ اس طرح اپنے آپ کو دکھ اور تکلیف دے اور آپؐ نے اس بوڑھے کو ارشاد فرمایا کہ سواری پر بیٹھ جاؤ۔ (بخاری۔ کتاب الحج ابواب العمرة من نذر المشی الی الکعبۃ)

اب اس کا ایک باریک تعلق ہے رحیمیت سے۔ یعنی خدا کی خاطر مشقت اور محنت کرنا اس کی رحیمیت کو انگیخت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے رحیمیت کا مطالبہ کرتا ہے اور ایک طاقت سے بڑھ کر تکلیف ڈالنا یہ رحیمیت کو نہیں بلکہ ناراضگی کو پیدا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر بہت ہی رحمٰن اور رحیم اور رءوف ہے۔ وہ ان سے اسی قدر محنت کا مطالبہ کرتا ہے جتنی ان میں طاقت ہے۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾۔ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی وسعت کے مطابق۔ تم بھی اپنے زیر نگیں لوگوں کو بھی اور اپنے عزیزوں اور اقرباء کو بھی تکلیف نہ دیا کرو۔ اگر تم میں طاقت ہی نہیں ہے وہ کام کرنے کی۔ تو بوڑھا یہ گناہ کر رہا تھا کہ اپنے بچوں کو بھی تکلیف دے رہا تھا اور خود بھی ضرورت سے زیادہ تکلیف اٹھا رہا تھا۔ پس اس کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کو جذب کرنے والا نہیں بلکہ اس کی ناراضگی کو جذب کرنے والا تھا۔

جیسا کہ مَیں نے عرض کیا تھا اب یہ روایت اور بھی ابھی باقی ہیں اور پھر سورۃ بقرہ کی وہ آیات بھی رہتی ہیں جو مَیں نے بیان کی تھیں جن میں رحیمیت کا ذکر ہے تو انشاء اللہ یہ مضمون اب آگے تک چلے گا۔ پھر باقی قرآن کریم سے رحیمیت کے ذکر کی آیات نکال کر ان کے متعلق مَیں قرآن کے جس ماحول کے متعلق بیان کیا ہے اس ماحول کو آپ کے سامنے اجاگر کر کے بتاؤں گا کہ یہاں رحیمیت کا کیا تعلق ہے۔

اب آخر پر خطبہ ختم کرنے سے پہلے میں ڈاک کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو مجھے ڈاک ملتی ہے ایک زمانہ تھا کہ وہ خلاصے بنا کر میرے سامنے پیش کئے جاتے تھے۔ یہ خلاصوں کا رواج اب تک پاکستان میں بھی ہے، کراچی، لاہور وغیرہ، ربوہ اور جرمنی میں بھی ہے لیکن جو براہ راست خط مجھے ملتے ہیں وہ مَیں خود ضرور دیکھتا ہوں، ان کا خلاصہ نہیں بنایا جاتا۔ تو اس لئے یہ خیال کریں کہ اگر میری یہ نیت ہے کہ مَیں خود اپنے ہاتھ میں لے کر پڑھا کروں تو کچھ اختصار سے کام لیا کریں۔

بعض لطیفے بھی ہوتے ہیں ایک خاتون نے مجھے کوئی پندرہ بیس صفحے کا خط لکھا اور آخر پر لکھا کہ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اس لئے بہت اختصار سے کام لے رہی ہوں اور آخر پر بات کچھ بھی نہیں نکلی، کچھ بھی بات نہیں تھی۔ نہ شکایتیں تھیں نہ کوئی اور ذکر۔ اپنے خاندانی حالات کا تذکرہ تھا۔ تو یہ

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ ۵/ جون بروز منگل گنٹوک مشن میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر صدارت مکرم کرما بھوٹیا صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ گنٹوک منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز مکرم مومن الرحمٰن صاحب معلم تحریک جدید کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اُس کے بعد مکرم مولوی منیر احمد ساجد صاحب نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا منظوم کلام "وہ پیشوا ہمارا" خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد درج ذیل مقررین نے علی الترتیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ عزیزم نجیف احمد شاہ، خاکسار، عزیزم وسیم احمد شاہ اور آخر میں صدر اجلاس کے مختصر خطاب کے بعد جلسہ دُعاؤں کے ساتھ برخاست ہوا۔ اور شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔ اس جلسہ میں احمدیوں کے علاوہ بعض ہندو دوست بھی شریک ہوئے۔

(سید فہیم احمد مبلغ انچارج سکم گنٹوک)

سلوک نہ کریں کہ پھر مجھ دوبارہ خلاصوں کی طرف واپس جانا پڑے۔اگر خلاصہ نکالنا آپ کے لئے دو بھر ہو یعنی چھوٹا خط لکھنا تو بے شک پہلے ایک لمبا خط لکھ لیا کریں، چالیس پچاس صفحے کا،اس کے بعد خوداس کو دیکھیں کہ اس میں کوئی کام کی بات ایسی ہے جو مجھے علم ہونی چاہئے۔ پھر وہ مجھے بتائیں تو آپ کے خط کا خلاصہ آپ کے ہاتھ کا نکلا ہوا مجھے پہنچ جائے گا۔

اور دوسرے یہ کہ شادی بیاہ کے جھگڑوں میں، ساس سے شکایت میں، نندوں سے شکایت میں ،خاوند سے یا بیوی سے شکایت میں مجھے کوئی تفصیل نہ لکھا کریں کیونکہ جو بھی آپ تفصیل لکھیں گے وہ یکطرفہ ہے اور بڑا ظلم ہے اگر میں یکطرفہ بات سن کر اس پر اعتبار کرلوں۔ تو وہ سارے خطوط مئیں مجبوراً امور عامہ کو یا دوسرے اداروں کو جنہوں نے تحقیق کرنی ہے ان کی طرف مارک کر دیتا ہوں۔وہ ان کو دیکھتے ہیں اور مجھے بتاتے ہیں۔ تو کیا فائدہ اتنے لمبے خطوط لکھنے کا۔یہ لکھا کریں کہ ہماری فلاں سے یہ ایک شکایت ہے دعا کریں کہ اللہ ہم دونوں میں سے جو غلطی پر ہے اس کو ٹھیک کر دے اور یہ شکایتیں رفع ہوں۔اور جو اپنے شکایتی خطوط کی تفصیل ہے وہ بے شک متعلقہ ادارہ کو، باہر کی جماعتیں ہیں تو وہاں سیکرٹری امور عامہ کو یا سیکرٹری اصلاح وارشاد وغیرہ کو دے دیا کریں اور پھر وہ جو چاہیں تحقیق کرنے کے بعد خود اس تحقیق کا خلاصہ مجھے دیا کرتے ہیں اور پھر مئیں فیصلہ کر سکتا ہوں کہ کس فریق کی بات سچی تھی اور کس کی جھوٹی تھی۔

ایک اور بھی سلسلہ چل پڑا ہے بعض لوگوں نے کمپیوٹر میں خط ڈالے ہوئے ہیں اور ایک ہی مضمون ہے اور روزانہ کمپیوٹر سے وہ خط نکلتا ہے اور مجھے بھجوادیتے ہیں۔اب میں پڑھ پڑھ کے حیران ہو گیا ہوں کہ اس روزانہ کے کمپیوٹر کے ڈالے ہوئے سے مجھے کیا فرق پڑے گا کیونکہ دلی جذبات تو پہنچتے نہیں کیونکہ کمپیوٹر نے ایک نوکر بن کے وہ چیز مجھے پہنچادی ہے۔ لیکن ذرا ٹھہر ٹھہر کے آرام سے لکھا کریں اور بہتر یہی ہے کہ کمپیوٹر میں ڈالنے کی بجائے اپنے ہاتھ سے لکھا کریں یا ٹائپ کرنا ہو تو کمپیوٹر میں ٹائپ کروالیا کریں لیکن مختصر، مطلب کی بات کریں۔ یہ نہ ہو کہ پچیس صفحے کا خط ہو اور آخر پر ہو ”آمدم برسر مطلب“ کہ اتنی لمبی تحریر کے بعد اب میں اپنے مطلب کی بات بیان کرتا ہوں تو آمدم برسر مطلب کو خط کے شروع میں بیان کر دیا کریں باقی خط کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔

بعض لوگ ایک خط لکھ کر اس کی فوٹو کاپیاں کروالیتے ہیں اس پر صرف تاریخ نہیں لکھتے وہ اپنے ہاتھ سے تاریخ ڈالتے ہیں گویا کہ انہوں نے ہر خط نیا لکھا ہے تو ہمیں سمجھ تو آہی جاتی ہے کیا فائدہ اس کا؟اس لئے دھوکہ اسے دیں جسے دے سکتے ہیں بلکہ اس کو بھی نہ دیں۔ یہ فضول بات ہے۔ دعا کی تحریک کے لئے دل کا جذبہ ہے جو ضروری ہے اگر دل کا جذبہ کسی طرح پہنچ جائے تو خواہ وہ ہفتہ میں ایک دفعہ پہنچے یا مہینہ میں ایک دفعہ پہنچے اس کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ورنہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو گھنٹے میں خط میں ڈھونڈتا رہتا ہوں کہ اصل مطلب کی کیا بات ہے۔ تو مئیں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ انشاءاللہ اصل مطلب کی بات پہلے کیا کریں گے۔اب اس کے بعد میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔

۞۞۞……۞۞۞……۞۞۞

بقیہ صفحہ: (16)

باب ۵ آیت ۳:ان میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پژمردہ لوگ جو پانی ہلنے کے منتظر ہو کر پڑے تھے۔(خط کشیدہ جملہ حذف)

باب ۵ آیت ۴: کیونکہ وقت پر خداوند کا فرشتہ حوض پر اتر کر پانی ہلایا کرتا تھا۔پانی ہلتے ہی جو کوئی پہلے اترتا سو شفا پاتا اس کی جو کچھ بیماری کیوں نہ ہو۔(پوری آیت حذف ہے)

باب ۸ آیت ۱ تا ۱۱:اس عورت کا قصہ جو زنا میں پکڑی گئی۔(پورا نکال دیا گیا ہے)

باب ۹ آیت ۳۵:اور جب اس سے ملا تو کہا کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے۔(خدا کے بیٹے کی جگہ ابن آدم لکھ دیا گیا ہے)

رسولوں کے اعمال

باب ۸ آیت ۳۷:پس فلپس نے کہا کہ اگر دل وجان سے ایمان لائے تو بپتسمہ لے سکتا ہے۔ اس نے جواب میں کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔(ساری آیت حذف)

باب ۲۸ آیت ۲۹:جب اس نے یہ کہا تو یہودی آپس میں بہت بحث کرتے چلے گئے۔ (ساری آیت حذف)

رومیوں کے نام خط

باب ۵ آیت ۲:جس کے وسیلے سے ایمان کے سبب اس فضل تک ہمیں رسائی بھی ہوئی۔ (لفظ ایمان حذف ہے)

باب ۱۶ آیت ۲۴:ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم سب کے ساتھ ہو۔(ساری آیت حذف)

کرنتھیوں کے نام پہلا خط

باب ۱۱ آیت ۲۹:کیونکہ جو کھاتے پیتے وقت خداوند کے بدن کو نہ پہچانے وہ اس کھانے پینے سے سزا پائے گا۔(لفظ 'خداوند' حذف)

عبرانیوں کے نام خط

باب ۲ آیت ۷:تو نے اسے فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا۔ تو نے اس پر جلال وعزت کا تاج رکھا اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اسے اختیار بخشا۔(خط کشیدہ جملہ حذف)

مقدس یوحنا کا پہلا خط عام

باب ۴ آیت ۹:جو محبت خدا کو ہم سے ہے وہ اس سے ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا تاکہ ہم اس کے سبب زندہ رہیں۔(لفظ اکلوتا حذف)

عہدنامہ عتیق سے حذف کردہ آیات

زبور:باب ۲ آیت ۱۲: بیٹے کو چومو ایسا نہ ہو کہ وہ قہر میں آئے۔(یہاں بیٹے کو چومو کی بجائے اس کے پاؤں چومو لکھ دیا ہے)

باب ۴۵ آیت ۶:اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے، تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔(کشیدہ جملہ حذف)

یسعیاہ:باب ۷ آیت ۱۴:لیکن خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا۔(کنواری کی جگہ جوان عورت لکھا گیا ہے)

ذکریاہ:باب ۹ آیت ۹:اے بنت صیہون تو نہایت شادمان ہو۔ اے دختر یروشلم خوب للکار، کیونکہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ صادق ہے اور نجات اس کے ہاتھ میں ہے۔(خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے)۔

(مجلہ ”الدعوۃ“ لاہور ستمبر ۲۰۰۰ء
صفحہ ۳۱ تا ۳۵)

بدر خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

بقیہ صفحہ: (۵)

خواب

حضرت آپا جان صاحبہ کے بارے میں مجھے بہت ساری خوابیں آتی رہیں جو میں ان کو سنا بھی دیتی اور خط میں بھی لکھ دیتی۔ اب صرف ایک خواب لکھ رہی ہوں۔

۸۵-۱۰-۲۲ کو ربوہ کا سالانہ اجتماع Attend کر کے آرہے تھے تو ٹرین میں ذرا آنکھ لگ گئی تو نظارہ دیکھا کہ ''ایک بڑا دروازہ ہے اس میں سے روشنی آرہی ہے اور اس دروازے میں دونوں طرف ہاتھ رکھ کر حضرت آپا مریم صدیقہ صاحبہ کھڑی ہیں''۔

حضرت آپا جان صاحبہ 'چھوٹی آپا' کے نام سے معروف موسوم تھیں سب چھوٹے بڑے آپ کو چھوٹی آپا کہتے تھے۔ مگر نہ معلوم کیوں؟ اس عظیم ہستی کیلئے میرے منہ سے چھوٹی کا لفظ نہ نکلتا۔ اور میں ہمیشہ ہی آپا جان کہہ کر مخاطب کرتی۔ یہ میری غلطی تھی یا محبت۔ ذاللہ اعلم اللہ مجھے معاف کرے۔ آمین غرض کہ آج آپ ہم میں موجود نہیں ہیں مگر آپ کی لجنہ و ناصرات کیلئے طویل خدمات ہمیشہ روشن رہیں گی اور سب کی رہنمائی کرتی رہیں گی۔

وفات... یہ معزز ہستی ۳ نومبر ۱۹۹۹ء کو خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سب عزیز واقارب کیلئے آپ کی وفات ایک عظیم صدمہ ہے۔ اور ہم سب بھی اس میں شریک ہیں اور تعزیت کرتے ہیں۔

آخر میں دُعا ہے کہ جس طرح آپ نے ہم سے ہمیشہ شفقت مادرانہ کا سلوک روا رکھا اللہ تعالیٰ بھی آپ کو اپنے قرب خاص میں اعلیٰ مقام عطا فرماوے اور آپ کے درجات کو بلند سے بلند تر کرتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

اور آپ کی کی گئی پُر خلوص دُعائیں ہمیشہ ہمیں پہنچتی رہیں اور ہماری آپ کو۔ آمین ثم آمین۔(امۃ الہادی رشید الدین)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

اسلام کے امن بخش سنہری اصول

یہ بدیہی امر ہے کہ کوئی مذہب بھی آپس میں دنگہ فساد کرنے اور لڑنے جھگڑنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ مذہب تو دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کا موجب ہے۔ اور اس کا سہرا اللہ تعالیٰ کی ان پاکیزہ ہستیوں اور بزرگوں کے سر پر ہے۔ جنہوں نے مختلف مذاہب کی بنیاد ڈالی۔ اور اسطرح مختلف وقتوں میں مختلف قوموں کے درمیان ان کے ذہنی ارتقاء کے مطابق آپس میں صلح اور امن کے ساتھ رہنے کی تلقین کی۔ یہ بھی درست ہے کہ بعض نام نہاد مذہبی جماعتیں (جو کہ اصل میں ایک سیاسی گروہ ہے) مذہب کے نام پر اپنی سیاسی اغراض کو پورا کرنا چاہتی ہیں۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مذہب ایسے طریق سکھاتا ہے۔ باقی رہا یہ خیال کہ چونکہ مختلف فرقوں کی تبلیغی کوششوں سے فساد پھیلتا ہے۔ اس لئے کسی فرقہ کا نام لیکر تبلیغ نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ عام اخلاقی باتوں کی تلقین ہو۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ جائز طریق سے تبلیغ کرنے سے ہرگز فساد نہیں پھیلتا۔ ہاں اگر تبلیغ میں بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کے دوسرے مذہب کی برائیاں بیان کی جائیں۔ اُن کے بانیوں کو گالیاں دی جائیں اُن کی ہتک کی جائے۔ اور وہ باتیں ان کی طرف منسوب کی جائیں۔ جو ان کے مسلمات کے خلاف ہوں۔ یا پھر اگر تبلیغ میں کوئی لالچ دیا جائے۔ لوگوں کو جبراً اپنے مذہب میں داخل کیا جائے۔ تو ضرور دوسروں کو اعتراض کا موقع ملتا ہے۔ اور ملک میں فساد پڑتا ہے۔ تبلیغ تو درحقیقت فرقہ بندی کو مٹانے کا واحد ذریعہ ہے۔ کیونکہ تبلیغ اور مذہبی تحقیق کے ذریعہ سے لوگ ایک فرقہ کی خوبیوں کو دیکھ کر ایک ہاتھ پر جمع ہو کر بھائی بھائی بن کر رہ سکتے ہیں۔ ہاں ایک کامل مذہب کا یہ فرض ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی طبعی ضرورت کو پورا کرے۔ اور ہر مشکل کا حل پہلے سے ہی اس کے اندر موجود ہو۔

یہ بات غلط ہے کہ مذہب فساد کی تعلیم دیتا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کسی مذہب کے بانی نے اس کی تعلیم نہیں دی بلکہ اس کے برخلاف وہ صلح و امن سے رہنے کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ اور لوگوں میں رواداری کا مادہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

جتنے انبیاء پہلے گذر چکے ہیں۔ ان سب نے اپنے اپنے وقت میں مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کے لوگوں میں ان کے ذہنی ارتقا کے مطابق آپس میں صلح اور محبت سے رہنے کا مادہ پیدا کیا۔ جوں جوں انسان کا ذہنی ارتقاء ہوتا گیا۔ آپس میں آمد و رفت کے ذرائع بھی پیدا ہوگئے۔ اور عجیب عجیب قسم کی نیکیاں اور بدیاں بھی پیدا ہوگئیں (جن کا پہلے نام و نشان نہ تھا اور جو ذہنی ارتقاء کے غلط استعمال کا لازمی نتیجہ تھا) ایک مکمل اور جامع تعلیم کی ضرورت پڑی۔ جس میں مختلف ملکوں کے بین الاقوام تعلقات کا بھی لحاظ ہو۔ پس اس حکیم اور علیم خدا نے جو ہمیشہ لوگوں کی نئی حالت اور ضرورت کے مطابق اپنا نسخہ بدلتا آیا ہے۔ پھر ایک دفعہ لوگوں کی ذہنی ترقی۔ اور نئی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ آج سے ۱۴۰۰ سال قبل ایک روحانی نسخہ عطا کیا۔ جو اپنی ذات میں مکمل اور جامع تھا۔ اور جس میں کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی گئی۔ جس کی انسان کو خواہ کتنی ذہنی ترقی کر جائے تا قیامت ضرورت پڑے۔

پس پہلا شخص جس نے تمام دنیا کو صلح اور امن سے رہنے کی تلقین کی اور ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی تعلیم دی۔ وہ پاکیزہ ہستی عرب کے ریگستان میں پیدا ہوئی۔ اور اس نے اس ملک سے اس آواز کو بلند کیا۔ جو اپنی جہالت پر فخر کرتے۔ اور تہذیب و تمدن میں حیوانوں سے بھی گرے ہوئے تھے۔ (یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ آواز کسی ورثہ میں ملے ہوئے خیال کے ارتقاء کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ یہ کسی عالم الغیب ہستی کے نور کی جھلک تھی) پس لوگوں کو حقیقی رواداری۔ صلح آشتی۔ محبت و امن کی تعلیم دینے والا وہ شخص ہے جس پر تمام ملائکہ اور لوگوں میں سے اکثر درود و سلام بھیجتے ہیں یعنی تمام پاکیزہ ہستیوں کا سردار سید ولد آدم۔ سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کیلئے رحمۃ للعالمین کا لفظ خدا نے استعمال کیا۔ اور وہ کتاب جو تا قیامت تمام دنیا کیلئے آخری اور مکمل ہدایت نامہ ہے۔ اس کا نام قرآن کریم ہے۔

پس اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس پر چل کر تمام بنی نوع انسان میں حقیقی صلح اور سچی رواداری پیدا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اسلام کا ہی یہ دعویٰ ہے کہ وہ تمام دنیا کیلئے ہے۔ باقی مذاہب کے پیرو اپنے منہ سے بے شک تمام دنیا کیلئے ہونے کا دعویٰ کریں۔ مگر یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہوگا جب تک خود ان کی الہامی کتاب اس بات کا دعویٰ نہ کرے۔ پس جب تک تمام دنیا کے لوگ ایک ہاتھ پر جمع نہ ہوں۔ اور ایک راستباز ہستی کو اپنا روحانی باپ تسلیم نہ کریں۔ وہ کبھی بھائی ہو کر نہیں رہ سکتے۔

۲۔ پھر اسلام کا خدا رب العالمین ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا ہی رب نہیں بلکہ ہندو۔ عیسائی۔ یہود۔ زرتشتی سب کا خدا ہے۔ اس کا فیض عام ہے۔ جس طرح مسلمانوں کا خدا اپنی صفت رحمانیت کے ماتحت سب کو بلا مبادلہ انعامات بخش رہا ہے۔ یعنی اسکا سورج مومن و کافر سب پر یکساں چمکتا ہے۔ اور سب کی یکساں کھیتیاں پکاتا ہے۔ اسکا چاند۔ مسلم وغیر مسلم سب کیلئے یکساں نفع رساں ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی کتاب بھی سب کیلئے یکساں نفع رساں ہے۔ اور وہ اپنی تعلیم کو کسی خاص قوم اور ملک کیلئے محدود نہیں کرتی۔

۳۔ پھر اسلام اس لحاظ سے بھی تمام دیگر مذاہب سے ممتاز ہے کہ اس نے سب سے پہلے دنیا کو اتحاد بین الاقوام کا سنہرا اصول سکھایا۔ اور وہ ایسا عقیدہ ہے کہ دنیا اگر آج اس پر قائم ہو جائے۔ تو فرقہ وارانہ منافرت اور آپس کے جھگڑوں۔ اور فسادوں کا نام و نشان دنیا سے مٹ جائے۔ وہ عقیدہ یہ ہے کہ سب مسلمان اس بات پر ایمان لائیں۔ کہ تمام قوموں میں خدا کے نبی اور رسول آتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ یعنی کوئی اُمت ایسی نہیں جس میں خدا کا نذیر نہ آیا ہو۔ اور ہر قوم کیلئے ہادی آئے ہیں۔ اس تعلیم کو مانتے ہوئے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ آدمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ۔ محمدؐ۔ احمدؑ۔ کنفیوشس۔ کرشنؑ رام چندرؑ۔ سب پر یکساں ایمان رکھے۔ اور ان کو خدا کے برگزیدہ بندے۔ اور راستباز انسان یقین کرے۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ سب انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کیونکہ ایک نبی کا انکار سب کا انکار ہے۔ اسلئے کہ انکار کسی نبی کی ذات کا نہیں بلکہ درحقیقت وہ خدا کے کلام۔ یعنی خدا کا ہی انکار ہوتا ہے۔ ایک مسلمان صرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لا کر مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ بھی ایمان نہ لائے۔ کہ عیسیٰؑ۔ موسیٰؑ اور ابراہیمؑ بھی خدا کے نبی تھے۔

پس اس تعلیم پر ایمان لاتے ہوئے ایک مسلمان کب حضرت عیسیٰؑ۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ کنفیوشس۔ کرشن۔ رام چندر علیہم السلام کو گالی دے سکتا ہے۔ وہ تو اس بات کا پابند کرایا گیا ہے کہ ان کا نام ادب سے لے اور ساتھ علیہ السلام کا تحفہ ہر دفعہ پیش کرے۔ دنیا میں کسی مذہب کے پیرو کیلئے سب سے بڑھ کر غیرت کو اُبھارنے والی اگر کوئی بات ہے تو وہ اس کے نبی کی ہتک اور اس کو گالی دینا ہے۔ لوگ اپنی ذات کیلئے گالی کی برداشت کر سکتے ہیں اپنے باپ کی ہتک گوارا کر لیں گے۔ مگر وہ اپنے نبی کی ہتک گوارا نہیں کر سکتے۔ پس دنیا میں خطرناک فساد اس بات سے پڑ سکتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے بانیوں کو گالیاں دی جائیں۔ اور ان کی ہتک کی جائے۔ لیکن اگر تمام دنیا قرآن کریم کے اس اصل کو مدنظر رکھے۔ تو فرقہ وارانہ فسادات آج ہی مٹ سکتے ہیں۔

افسوس کہ مسلمان بھی اس اصل کو بھول چکے تھے۔ اور ممکن تھا کہ وہ بھی اس موقع پر جب کہ ان کے نبی صلعم کی سخت ہتک کی گئی تھی۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے۔ مگر قربان جاؤں اس بزرگ ہستی کے جس نے دنیا کو دوبارہ اس تعلیم پر قائم کیا یعنی اس زمانہ کے مامور و مُرسل حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کو بتایا کہ حضرت کرشنؑ۔ حضرت رام چندرؑ۔ بھی خدا کی راستباز ہستیاں تھیں۔ اور اس طرح آپ نے ہتک انبیاء کے دروازہ کو ہمیشہ کیلئے بند کر دیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ و علٰی اٰلِ محمد۔

پس معلوم ہوا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اتحاد بین الاقوام کے بنیادی پتھر کو نصب کیا۔ اور دنیا کو ایک ایسا سنہری اصل بتایا جس پر چل کر تمام فتنے اور فساد دُور ہو سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اسلام کے امن و سلامتی کا حامی ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس مذہب کا نام ہی اسلام ہے جس کے معنی ہیں۔ امن و سلامتی کا راستہ۔ اس کے پیرو مسلم کہلاتے ہیں۔ یعنی امن و سلامتی کے حامی۔ اور آپس میں ملاقات کے وقت بھی السلام علیکم کہتے ہیں یعنی تم پر سلامتی ہو۔ ان کے خدا کی صفت بھی السلام ہے۔ یعنی سلامت رکھنے والا۔ بلکہ یہاں تک کہ جس مقام پر اس پاک کلام کا نزول ہوا اس کا نام بھی بلد امین ہے۔ اور وہ فرشتہ جو اس بصیرت افروز پیغام کو لیکر نازل ہوا۔ اس کا نام بھی روح الامین ہے۔ اور اس مذہب کے بانی (صلعم) نے نہ صرف اپنوں سے بلکہ مخالفوں سے امین کا لقب حاصل کیا۔ پس اسلام امن و سلامتی کا مجسمہ ہے۔

اس کے علاوہ بعض اور اصول بھی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تعلیم سے اخذ کر کے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر مذہبی فتنوں کا جلد خاتمہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً آپ نے بتایا کہ ہر مذہب کے پیرووں کو چاہئے کہ وہ صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور دوسروں کے نقص نکالنے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ دوسرے کی برائی بیان کرنے اور عیب ظاہر کرنے سے اپنی خوبی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ مذہب کی صداقت اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے میں ہے۔ نہ کہ دوسرے کی عیب شماری میں۔ مثلاً اگر زید یہ ثابت کرے کہ بکر کی آنکھ۔ کان۔ ناک۔ منہ وغیرہ سب اعضاء ناقص ہیں۔ تو کیا اس سے یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ زید بہت خوبصورت ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ چاہئے کہ دوسرے مذاہب پر وہ اعتراض نہ کئے جائیں۔ جو خود کسی

باقی صفحہ (۱۵) پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت آپا مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے

پُرشفقت ملاقاتیں اور محبت بھرے ایمان افروز واقعات

(محترمہ امۃ الہادی رشید الدین صاحبہ آف کراچی)

بہت ہی پیاری۔ میری پیاری۔ آپ کی پیاری، سب کی پیاری ایک مقتدر ہستی محترمہ آپا جان حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ جن کو پہلے جنرل سیکرٹری، پھر صدر لجنہ مرکزیہ و صدر پاکستان کے عہدوں کے تحت خدمات دینیہ ولجنہ وناصرات کی تنظیموں کی بہبود کی لمبا عرصہ سعادت حاصل رہی۔ یہاں تک کہ آپ کے عہد مبارک میں ان تنظیموں پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا بلکہ چمکتا رہتا۔ اور جب جب آپ ہمارے پاس کراچی تشریف لاتیں تو زیادہ روشن ہو جاتا اور کراچی کی رونقیں اور برکتیں بڑھ جاتیں۔

خصوصاً جب ازراہ شفقت قیادتوں میں تشریف لاتیں۔ لجنہ و ناصرات کے جلسے ہوتے۔ تقاریب ہوتیں، میٹنگز ہوتیں نصیحت آموز اور ایمان افروز خطابات ہوتے۔ سوال و جواب کی محفلیں ہوتیں۔ پارٹیاں ہوتیں۔ ملاقاتیں ہوتیں۔ مصافحے ہوتے گفتگو ہوتی۔ کراچی کی لجنہ پھولی نہ سماتی۔ ہمیں کیا مل گیا؟ کاش آپ یہاں ہی رہیں۔۔۔۔ میں ہر دفعہ کہتی آپا جان آپ ہمارے پاس ہی رہا کریں۔

گراں قدر ملاقاتیں

۱۹۷۴ء میں لجنہ اماء اللہ قیادت ۴ کراچی کی میں نگران مقرر ہوئی۔ ۲۷ مئی کو قیادت ۴ کا تربیتی جلسہ تھا۔ حضرت آپا جان صاحبہ نے ازراہِ شفقت شرکت فرمائی۔ آپ تشریف لائیں تو آپ کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ آپ کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد آپ نے لجنہ اماء اللہ کا عہد نامہ دہروایا۔ نظم (آ آ کہ تری راہ میں ہم آنکھیں بچھائیں) کے بعد خاکسارہ نے سپاسنامہ پیش کیا، ۲۷ مئی کا دن جماعت احمدیہ میں یوم خلافت کے نام سے موسوم ہے۔ اسلئے حضرت آپا جان نے اس بابرکت دن کی مناسبت سے خلافت کے بارے میں تقریر فرمائی۔

باقی پروگرام کے بعد تعلیم القرآن کلاس کی سندات اور سندات خوشنودی اپنے دست مبارک سے بہنوں کو عطا فرمائیں۔

آخر میں حضرت آپا جان صاحبہ نے دُعا کروا کر اجلاس برخاست کیا دُعا کے بعد بہنوں کا حلقہ وائز تعارف و مصافحہ کروایا گیا سب کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔ اگرچہ یہ ہماری پہلی کوشش تھی تاہم حاضری سو فیصدی تھی اور یہ تقریب نہایت کامیاب رہی۔ الحمد للہ

اس تربیتی پروگرام کے بعد سوال وجواب کی محفل ہوئی جو نہایت خوشگوار ماحول میں ہوئی۔ جس میں ممبرات اور عہدیداران نے اپنی مشکلات یا سوالات پیش کئے جن کے آپ نے تسلی بخش جواب دیئے۔

چونکہ مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ سب بہنوں نے حضرت آپا جان صاحبہ کی اقتداء میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں اور یہ شرف بھی اس قیادت کی ممبرات کو حاصل ہوا۔ الحمد للہ

بعدہٗ حضرت آپا جان صاحبہ کے ساتھ قیادت کی عہدیداران اور بعض مرکزی عہدیداران نے پارٹی میں شرکت کی۔ پھر محترمہ ڈاکٹر زبیدہ طاہر صاحبہ نے جن کے گھر میں یہ تقریب منعقد ہوئی حضرت آپا جان صاحبہ کو مسجد النور دکھائی۔ یہ سب جگہ نور ہسپتال کے نام سے موسوم ہے ''نور ہسپتال'' جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجویز فرمایا تھا۔ نیز اس کی بنیاد میں ایسی اینٹ رکھی گئی ہے۔ جس پر حضور نے دُعا فرمائی تھی۔ آپ ساڑھے ۸ بجے تک ہماری قیادت میں تشریف فرما رہیں اور یہ بات ہمارے لئے مزید خوشی کا باعث ہوئی کہ آپ نے فرمایا ''میں آپ سے بہت خوش ہوں میں نے سب سے زیادہ وقت آپ لوگوں کو دیا'' الحمد للہ

کراچی آمد پر ایک دفعہ حضرت آپا جان صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ اور حضرت آپا سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ کراچی اور محترمہ امۃ الشافی جنرل سیکرٹری کراچی خاکسارہ کے گھر تشریف لائیں۔ کھانے میں اور چیزوں کے علاوہ پلاؤ بھی پکا ہوا تھا۔ حضرت آپا جان صاحبہ نے پسند فرمایا اور تعریف کی۔ خاکسارہ نے بتایا کہ یہ میری بیٹی عزیزہ امۃ الرشید نے پکایا ہے تو آپ نے فرمایا ''منجھا ہوا ہاتھ ہے''۔

کھانے کے بعد ہمارے گھر میں ہی وضو کیا۔ میں نے جانماز بچھا دیا جب آپ نے نماز شروع کی تو گھر میں جتنے بھی نئے جانماز رکھے تھے لا لا کر برکت کیلئے سب آپ کے آگے بچھا دیئے۔ اور وہی جائے نماز ہم اب تک استعمال کر رہے ہیں۔

مرکزی اجتماعات

کراچی سے کثیر تعداد میں لجنہ وناصرات اجتماع ربوہ میں شمولیت کیلئے جاتیں۔ کراچی کی صدر حضرت آپا نصیرہ بیگم صاحبہ خاکسارہ کو ان کی نگران مقرر کرتیں۔ ان میں کئی ایسی خواتین اور بچیاں بھی تھیں جو پہلی دفعہ جا رہی تھیں اور جنہوں نے پہلے کبھی مرکز ربوہ نہیں دیکھا تھا اور جنہوں نے کبھی حضور کو بھی نہیں دیکھا تھا۔

اجتماع کے بعد ہمارا ملاقاتوں کا پروگرام ہوتا۔ خواتین مبارکہ سے ملاقات ہوتی جو بہت محبت اور خلوص سے پیش آتیں ان سب سے مل کر سب بے حد خوش ہوتیں۔

میں حضور کی خدمت میں بھی ملاقات کیلئے لکھ کر بھیجتی۔ حضور ازراہ شفقت ملاقات کا ٹائم دیتے۔ ''حضرت آپا جان صاحبہ تمام انتظامات کرواتیں۔ ملاقات کرواتیں اور ہمارے ہمراہ رہتیں ہمارے بارے میں بتاتیں کہ یہ قیادت اچھا کام کر رہی ہے''۔

اجتماع کے بعد ۱۹۸۰ء میں ہم سب کراچی کی ممبرات ملاقات کیلئے گیسٹ ہاؤس میں جمع تھیں حضور تشریف لائے اور فرمایا کہ کراچی کی جماعت ہے۔ خاکسارہ نے عرض کیا جی ہاں۔ حضور نے فرمایا کیسے آئی ہے یا کس لئے جمع ہوئی ہے۔ خاکسارہ نے عرض کیا حضور آپ کو مبارک باد دینے کامیاب دورے کی اور بخیریت ہمارے درمیان واپسی کی اور پندرہویں (صدی ہجری) آپ کے عہد میں شروع ہوئی اس کی مبارک باد دینے کیلئے۔ حضور نے فرمایا۔۔۔

'خیر مبارک'

پھر فرمایا کیا کل میری تقریر میں آپ سب موجود تھیں۔ ہم نے عرض کیا جی حضور سب تھے چنانچہ حضور نے فرمایا ''آپ میری یہ باتیں جا کر سب کو سنانا'' حضور کافی دیر تک ہم میں تشریف فرما رہے۔ اور گفتگو کا شرف عطا فرماتے رہے۔

بعدہٗ حضرت آپا جان صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ نے لجنہ ہال میں ہم سب کو ملاقات کا وقت دیا۔ کافی دیر تک ہمارے درمیان بیٹھی رہیں اور ہم سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتی رہیں۔ الحمد للہ

انتخاب

اس سال شوریٰ میں صدر لجنہ مرکزیہ کا انتخاب بھی تھا۔ خاکسارہ نے لجنہ کراچی کی طرف سے حضرت آپا جان محترمہ سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کا نام کھڑے ہو کر صدر لجنہ مرکزیہ کیلئے پیش کیا۔

جو حضور نے ایک سال کیلئے منظور فرمایا، اللہ تعالیٰ کا خاص فضل۔۔۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت آپا جان صاحبہ کی مہربانیوں اور شفقتوں کے سائے تلے خاکسارہ کو کراچی میں چالیس سال تک مختلف عہدوں پر احسن طریق پر کام کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

جب ہم اجتماع میں شمولیت کیلئے ربوہ پہنچتے تو ہمارے پہنچنے کی خبر پا کر حضرت آپا جان صاحبہ فوراً تشریف لاتیں ہمارے ساتھ بیٹھتیں باتیں ہوتیں ہمارا حال پوچھتیں اور ہدایات دیتیں۔

اجتماع میں ایمان افروز نصیحت آموز خطابات کے علاوہ مقابلہ جات کی و دیگر سندات اپنے دست شفقت سے عنایت فرماتیں۔۔ لجنہ کراچی کے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں شعبہ اشاعت کے تحت جب خاکسارہ نے کتاب لکھی ''حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بچے'' تو حضرت آپا جان صاحبہ نے مجھے اپنے ہاتھ سے اعزازی انعام عطا فرمایا اور میری اس کتاب کو ایک سال کیلئے ناصرات کے لائحہ عمل کے نصاب میں شامل کیا الحمد للہ۔

اجتماع کے بعد اپنی طرف سے خصوصی کھانے میں شرکت کرتیں۔ اسی طرح ایک دفعہ اجتماع کے بعد کراچی کی ممبرات کو کھانے پر مدعو کیا آپ بنفس نفیس شامل ہوتیں اور حضرت صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ نائب صدر لجنہ مرکزیہ (حال صدر صاحبہ لجنہ پاکستان) بھی تشریف فرما تھیں۔ آپ دونوں نے ہمارے درمیان بیٹھ کر کھانا کھایا۔ باتیں کیں بعد میں مصافحہ فرمایا۔ دفتر لجنہ مرکزیہ کی سب کارکنات اور ڈیوٹی والیاں بھی شامل ہوتیں۔ شفقتیں ہی شفقتیں۔ غرض کہ حضرت آپا جان صاحبہ کی شفقتیں اور مہربانیاں ہمہ وقت ہمارے ساتھ رہتیں۔ ربوہ والے ہمارے ساتھ بے حد تعاون کرتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان سمجھ کر خوب خوب خدمت کرتے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر کارکنان ہمارا بے حد خیال رکھتیں۔ بہت ہی محبت اور حسن سلوک سے تین وقت کا کھانا مہیا کرتے وقت بے حد پابندی کرتیں اور بے حد خیال رکھتیں۔ ہم سب ان کے بے حد شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی ان سب کو احسن رنگ میں جزاء عطا فرماتا رہے۔ آمین

جب ہم کراچی واپس آنے لگتے تب بھی ملاقات ہوتی حضرت آپا جان صاحبہ تمام اہل قافلہ کیلئے کھانا تیار کروا کر ساتھ دیتیں جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان خانے کا تبرک کے طور پر خوش ہو کر کھاتے اور راستہ بھر کھانا کھانے کی کوئی مشکل پیش نہ آتی۔۔۔۔ حضرت آپا جان صاحبہ کی شفقتوں کے بے شمار واقعات ہیں جو انشاء اللہ پھر کبھی تحریر کروں گی۔

باقی صفحہ (8) پر ملاحظہ فرمائیں

ازدواجی زندگی کے اعلیٰ تصورات

﴿از شاہدہ نسرین صدر لجنہ گیا (بہار)﴾

ازدواجی زندگی خدا تعالیٰ نے قائم فرمائی ہے جس کا مقصد انسانی زندگی کا تحفظ اور بقاء نسل ہے۔ ازدواجی زندگی کے اعلیٰ تصورات سے مراد یہ ہے کہ مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے شوہر سے ایسا تعلق ہو جو آنکھوں کیلئے ٹھنڈک کا سامان پیدا کرنے والے ہوں۔ یعنی انکا دین سدھرا ہوا ہو۔

دوسرا مقصد اعلیٰ رفاقت اور تسکین قلب ہے یعنی خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر جو مودت اور رحمت کے جذبات رکھ دیئے ہیں انکی تسکین کیلئے بیاہ شادی کا نظام بنایا گیا تا کہ ایک دوسرے سے سکینت حاصل کریں اور ایک دوسرے کی رفاقت سے زندگی کا سفر زیادہ عمدہ طریق پر طے کرسکیں۔

تیسری بنیادی وجہ بیاہ شادی کی یہ ہے بھی ہے کہ ایک ایسا معاشرہ قائم ہو جس میں عائلی زندگی کی بناء پر سوسائیٹی قائم کی جائے جس میں ایک دوسرے کے حُسن سلوک اور ایک دوسرے سے پیار و محبت پیدا کی جاسکے۔

شادی کے بعد اسلام نے میاں بیوی کے باہمی تعلقات اور انکے ایک دوسرے پر متعدد فرائض و حقوق عائد کر دیئے ہیں۔ ان فرائض کی ادائیگی پر ہی ایک گھر کی خوشحالی اور ترقی کا انحصار ہے۔ عورت اچھی ماں اور وفادار بیوی ہونے کی حیثیت سے اپنے گھر کی ملکہ ہے اور اس ملکہ کی حفاظت اور اعانت کا کام مرد کے سپرد ہے جس کا فرض ہے کہ ہر جہت سے اپنے کنبہ کی عیالداری کرے۔

شوہر کو بیوی کا محافظ ہونے کے ساتھ اس پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی محنت سے اپنی بیوی کیلئے نان نفقہ کمائے اور عورت کے دُکھ سُکھ میں برابر کا ساتھی ہو۔ اپنی بیوی کو عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھے اور اسکی خوشنودی کا پورا خیال اور حسن سلوک سے پیش آئے۔

بیوی پر بھی بہت سارے فرائض شادی کے بعد عائد ہو جاتے ہیں۔ عورت کو چاہئے کہ شوہر کے رنگ میں اس طرح رنگ جائے کہ شوہر اُسے دیکھے بغیر رہ نہ سکے۔ دنیا میں خاوند سے زیادہ کسی چیز کو عزیز نہ سمجھے خاوند کی خدمت کرنا فرض ہی نہیں بلکہ موجب ایمان ہے جب مرد کام سے واپس آئے تو مسکراتے ہوئے چہرے سے استقبال کرے۔ خاوند کے گھر کو اپنا گھر سمجھے اور ہر کام میں خاوند کو اپنے سے مقدم رکھے۔ خاوند کے رشتہ داروں کی دل سے عزت کرے۔

چونکہ گھر کا کام عورتوں کے سپرد ہوتا ہے۔ اسلئے اس کا فرض یہ ہے کہ وہ اُسے حُسن و خوبصورتی سے نبھائے۔ اور شوہر کے دکھ سکھ امیری وغریبی میں برابر کی ساتھی ہو۔ عورت کا زیور سونا چاندی نہیں بلکہ حیاء ہے حسین صورت نہیں بلکہ پاکیزگی ہے۔ یہ عورتوں کیلئے اعلیٰ ترین جوہر ہیں۔ انہیں ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے۔ عورتوں کو اپنے سنگھار سے کبھی بے پروائی نہیں کرنی چاہئے چونکہ ہر مرد کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ اسکی بیوی زیادہ سے زیادہ حسین اور دلکش صورت میں اسکے سامنے آئے۔

اسلام عورت کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اسلام کے نزدیک عورت مرد کی غلام اور خدمت گار نہیں بلکہ مرد کی رفیق، ہمدم اور اسکے رنج و راحت میں برابر کی شریک ہے۔ اسکی دلجوئی و دلبستگی اور اسکے جذبات و خواہشات کا احترام مرد کا اہم فریضہ ہے۔ تربیت یافتہ ممالک میں عورت مرد کی رفیق کار کی حیثیت رکھتی۔ ہے۔ جبکہ انکے یہاں عورت کو وہ حقوق نہیں دیئے گئے ہیں جو اسلام نے عورت کو دیئے ہیں۔

سرسید مرد اور عورت کے مساوی حقوق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”...اسلام کے قوانین میں مرد اور عورتوں کو برابر حقوق دیئے گئے ہیں۔ لیکن اسلام کے فرمان اور احکام کو لوگ نظرانداز کر گئے...“

جب ہم آج کے حالات پر غور کرتے ہیں تو باقی ساری باتوں کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ آج کے دور میں زیادہ تر شادیاں اسلئے ناکامیاب ہو رہی ہیں کہ انکی شادیوں میں نیتوں کا فساد نظر آتا ہے۔ بہت سی شادیوں کی ناکامی کی وجہ ماں باپ کی حرص ہے۔ وہ دولت کے لالچ میں لڑکی ڈھونڈتے ہیں اور بڑی بے شرمی کے ساتھ کھلے لفظوں میں مطالبہ کرتے ہیں۔ یا پھر لڑکی کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ لڑکا دولت مند ہے یا اچھا مقام و مرتبہ ہے جسکے نتیجے میں وہ سہولت کی زندگی بسر کرسکینگی وہ شادی کا فیصلہ نہیں کرتی ہے۔

بعض ماں باپ محض Social status اونچا کرنے کیلئے ایسی لڑکی یا لڑکا ڈھونڈتے ہیں جسکے خاندانوں میں بڑی چمک دمک نظر آئے اور ایک مقام و مرتبہ نظر آئے۔

مرد کے جو بگڑے ہوئے مقاصد ہیں اس میں زینت حسن کو دیکھا جاتا ہے۔ لیکن حُسن تو ایک فانی چیز ہے ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا اور نہ صرف فانی ہے بلکہ جتنا اس سے زیادہ قربت بڑھتی ہے اس کی لذت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور وہ روز مرہ کی چیزیں بن کر رہ جاتا ہے۔ لیکن سیرت ایک ایسی چیز ہے جو کبھی بھی اپنی کشش نہیں کھوتی بلکہ حُسن کے برعکس نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ اچھی سیرت وقت کے ساتھ حسین تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ صاحب سیرت کی مثال تو فیض نے اس شعر میں یوں دی ہے۔

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالم نو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

بعض عورتیں بہو صرف نوکرانی کے طور پر لاتی ہیں جہاں اقتصادی معیار کم ہے وہاں یہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ والدین کی خدمت کرنا تو فرائض میں داخل ہے لیکن سارے خاندان کی غلامی کرنا فرض نہیں۔

لڑکا اور لڑکی رومانی لحاظ سے اپنی عائلی زندگی کے متعلق فرضی جنتیں بنا کر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں کہ جب میری شادی ہوگی تو سوائے لطف کے اور اعلیٰ نعمتوں کے اور عیش وعشرت کے کوئی اور مصیبت مجھ پر نہیں پڑنے والی ہے۔ لیکن تصورات کی دنیا ایک اور چیز ہے اور حقیقت کی اور چیز ہے۔ حقیقت میں انسان کو تلخیوں کے ساتھ بھی گذارہ کرنے کی اہلیت پیدا کرنی چاہئے۔ اکثر مردوں اور عورتوں میں کچھ خامیاں بھی ہوتی ہیں کچھ خامیوں کی تو اصلاح ہوسکتی ہے۔ اور کچھ خامیاں ایسی ہوتی ہیں جنکی اصلاح نہیں ہوسکتی ہے۔ اور وہ اسکی فطرت ثانیہ بن جاتی ہیں۔ اسکے باوجود دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ گذارہ کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر نہیں کر پائے تو بھی شادیاں ناکامیاب ہوتی ہیں۔

بعض سُسرال والے لڑکی کے رشتہ داروں سے انکے اچھے تعلقات کو بالکل پسند نہیں کرتے اور انکی خاطر و تواضع کرنا بھار سمجھتے ہیں۔ اسکے برعکس کچھ عورتیں اپنے خاوند کو انکے رشتہ داروں سے کاٹتی ہیں۔ عورت جہاں تسکین کا سامان بنتی ہے وہاں عدم تسکین کا اتنا ہی سامان بنتی ہے۔

الغرض ازدواجی زندگی کا رشتہ بہت ہی نازک ہوتا ہے۔ یہ وہ شیشہ ہے جو ذرا سی چوٹ میں بھی چیخ جاتا ہے۔ ازدواجی زندگی کا ساز تو بس اعتماد اور بھروسہ کے مضراب سے بجتا ہے۔ اور اس اعتماد و بھروسہ کو قائم رکھنے کیلئے شوہر و بیوی دونوں کو بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ دونوں کو بہت کوششیں بھی کرنی پڑتی ہیں بہت قربانیاں دینی ہوتی ہیں کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے پیار کے اس رشتہ میں کشیدگی اور تلخی گھل جائے۔

میرا واقعۂ قبول احمدیت

ہوش سنبھالتے ہی میں نے سنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۰ء میں دعویٰ کیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم مہدیؑ جس کو تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں اور چودھویں صدی ہجری کے سر پر آنا تھا وہ میں ہی ہوں۔ دجال کا آنا یاجوج ماجوج کا آنا چاند سورج میں گہن لگنا اسی طرح قرآن وحدیث کی پیشگوئیاں سنی ہوئی تھیں۔

میں اس کی جستجو اور تلاش میں رہا کہ آخر حقیقت کیا ہے۔ لیکن دیوبند، بریلوی اور اہلحدیث کے عالموں نے اس حقیقت سے دور رکھا اور کہا کہ اس الجھن میں نہ پڑو ہم سچ کہہ رہے ہیں امام مہدیؑ عیسیٰ ابن مریمؑ کے آنے میں ابھی بہت دیر ہے۔ جس نے امام مہدی کا دعویٰ کیا ہے وہ جھوٹا ہے اسلام سے خارج ہے۔

اچانک ۱۳ر مارچ ۲۰۰۱ء کو منشی فیاض عالم نیتا لطیف الحق سے معلوم ہوا کہ امام مہدیؑ کا دعویٰ کرنے والی جماعت کشنگنج میں آئی ہے۔ میں غیض و غصہ سے بھڑک اٹھا دوسرے دن کشنگنج اس نیت سے سرکل انچارج محمد علی کے پاس پہنچا کہ آج منوا کر یا مان کر آؤنگا۔ اتفاق سے پہلی ملاقات عطاء الرحمٰن سے ہوئی جو اسی جماعت کے ہیں۔ پہلی نظر میں ان کی شکل ناگوار گزری۔ وضو کیا عصر کی نماز ادا کی۔ انہوں نے میری مہمان نوازی کی۔ عصر کے بعد قرآن و حدیث کھول کر بحث مباحثہ سوال جواب ہوا۔ میرے ہر اعتراض کا تشفی بخش جواب ملا۔ لیکن میں ان کے ایک بھی اعتراض کا جواب قرآن وحدیث سے نہ دے سکا۔ چونکہ ان کا اعتراض اس پر ہے جو قرآن وحدیث میں نہ ہو۔ ہمارا اعتراض حسین غلط فہمی سے اس پر تھا جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے حیات عیسیٰ بن مریمؑ ایک بھی آیت قرآن سے میں دے نہ سکا۔ پورے قرآن کو چھان ڈالا۔ لیکن ایک بھی آیت نہ ملی۔ لیکن انہوں نے عیسیٰ ابن مریمؑ کی موت مرزا غلام احمد قادیانی ہی عیسیٰ ابن مریم مہدیؑ ہیں اور امتی نبی ہیں۔ قرآن وحدیث سے دکھا کر مجھے تسلی دی۔ چونکہ میں ایک عالم دین اور ایم اے پاس آدمی اب تک غفلت میں تھا۔ اسلئے میں خود اپنی گناہوں پر شرمندہ و نادم ہو کر رو دیا گڑگڑایا اور توبہ کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوا۔ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے بعد گویا میں یہ کرامت دیکھی کہ اب اسی عطاء الرحمٰن کا چہرہ منور پایا۔

اب جبکہ ہم کو ابن ماجہ باب الفتن کی یہ حدیث معلوم ہے کہ

عَنْ ثوبَانَ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عليه وسلم فَإِذَا رَأيتموهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبوًا عَلَى الثلج فَإِنَّهُ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِى۔

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے تودوں پر سے گزر کر جانا پڑے تو جاؤ۔ کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ ہے اور مہدی ہے۔

انشاء اللہ میں یہاں سے جا کر اس پیغام کو اپنے علاقہ اور اپنے رشتے داروں تک پہنچاؤں گا۔ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے سچائی پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(محمد انیس عالم برتاباری ضلع کٹیہار - بہار)

گاہے گاہے باز خواں قصہ پارینہ را

’’آخروہ کون سا اجتماعی گناہ ہے جس کی ہمیں معافی نہیں مل رہی‘‘

پاکستانی اخبار جنگ لاہور میں شائع شدہ مجید احمد سیٹھی کے فکرانگیز مضمون سے ایک اقتباس

’’ذیڈاے بھٹوایک کرشماتی اور عہد ساز شخصیت تھے جن کے مخالف بھی ان کی قابلیت اور جادو بیانی کے معترف تھے۔ وہ بھٹو کی قوت استدلال سے خائف رہتے تھے۔ انکے ناقد اور اختلاف رکھنے والے بھی ان کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے سے ڈرتے اور اکثر کتراتے تھے کیونکہ انہیں انجھنے وقت ان کی تائید میں سر ہلانے ہی پڑتے تھے۔ اس مقناطیسی اور صایب الرائے شخص کا عروج بھی بے مثال تھا اور زوال بھی عبرت انگیز۔ ان کی فیملی کی دوسری اہم شخصیت جو ایک سابق وزیر اعظم کی بیوی بھی ہے اور ایک سابق وزیر اعظم کی ماں بھی اس وقت ایک ملزمہ ہی نہیں مدت سے قابل رحم حالت میں ہے۔ بھٹو صاحب کا ایک بیٹا دیار غیر میں پر اسرار حالات میں اپنے فلیٹ میں مردہ پایا گیا تھا جبکہ دوسرا بیٹا اپنی ہی بہن کے عہد وزارت عظمیٰ میں پولیس کے ہاتھوں مارا گیا اور اس کا لہو بھی کسی کے ہاتھ پر تلاش نہیں ہو سکا۔ بھٹو کی ایک بیٹی دوبار وزیر اعظم منتخب ہونے کے باوجود اس وقت سزا یافتہ اور مفرور یا جلاوطن ہے جبکہ اس کا سابق وزیر خاوند متعدد مقدمات میں ملوث دوبار ملا کر سات سال سے جیل میں ہے۔ اس خوفناک اور دردانگیز انسانی تماشے (المیے۔ ناقل) اور آج کل کے حالات کو دیکھنے والوں اور اہل نظر کیلئے یہ مقام عبرت ہے اور اس ملک کے باسیوں کیلئے وجہ فکر بھی کہ آخر وہ کون سا اجتماعی گناہ ہے جس کی ہمیں معافی نہیں مل رہی‘‘۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۲ جنوری ۲۰۰۱ صفحہ ۱۲ و ۱۳)

☆**بدر**۔ یہ اجتماعی گناہ 1974ء میں ہوا تھا جبکہ بھٹو صاحب نے مولویوں کے اشارہ پر اپنے ہر فرقے کے ممبران پارلیمنٹ کے ذریعہ احمدیوں کو اجتماعی طور پر غیر مسلم قرار دیا تھا اس اجتماعی گناہ کی سزا اجتماعی طور پر ان کی فیملی بھی بھگت رہی ہے اور اجتماعی طور پر تمام پاکستان کے فرقے بھی اب یہ سزا بھگت رہے ہیں۔ فاعتبروا

قادیان کی احمدی جماعت کا ملک پر بہت بڑا احسان ہے

سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی نے ۲؍دسمبر ۱۹۴۰ء کو لکھا تھا:۔

’’مسلمانوں میں غالباً احمدیوں کا ہی ایک ایسا فرقہ ہے جو گورونانک اور سری کرشن وغیرہ غیر مسلم بزرگوں کو پیغمبر سمجھتے ہوئے ان کی عزت کرتا ہے۔ اور قادیان کی احمدی جماعت کا یہ ملک پر بہت بڑا احسان ہے جس نے ہندو مسلم اتحاد کی اس راہ کو اختیار کیا۔ احمدیوں کی اس قابل تعریف سپرٹ میں اتفاق پسند حلقوں کے اندر یہ انتہائی افسوس کے ساتھ سنا جائے گا کہ پچھلے ہفتہ جب سکھوں نے قادیان سے دو میل کے فاصلہ پر اکالی کانفرنس کی تو سکھوں کے غیر دوستانہ اور تحکمانہ رویہ کے باعث قادیان کے احمدی حضرات نے اپنے بچوں اور عورتوں کو گھروں سے نکلنے کی ممانعت کردی تا کہ فساد نہ ہو.......‘‘

جب ملاؤں نے اسلم قریشی کی طرف سے ایک خط شائع کیا تھا حالانکہ اسلم قریشی غیر قانونی طور پر ایران میں رہائش پذیر تھا

’’میں قادیانیوں کی قید میں ہوں۔ مجھے اندھیری کوٹھڑی میں رکھا گیا ہے۔ پتہ نہیں یہ کونسی جگہ ہے؟ مجھ پر مرد اور عورتیں مل کر تشدد کرتے ہیں یہ مجھے کہتے ہیں کہ حکومت میں ہمارے بہت بڑے بڑے آفیسر ہیں۔ عنقریب ہماری حکومت بننے والی ہے۔ یہ جتنے بڑے بڑے مسلمان ہمارے خلاف ہیں ان سب کو چن چن کر ماردیں گے۔ تیرے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ تو قادیانی ہو جا ورنہ تجھے ماردیا جائے گا اس خط کو میرا آخری خط سمجھنا۔ میں شاید آپ کو زندہ مل سکوں‘‘۔

(تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک‘‘ مؤلفہ چوہدری غلام نبی امرتسری طبع دوم جون ۱۹۹۳ء ناشر مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور)

بدر :۔ لیکن ساڑھے چار سال بعد جب اسلم قریشی ڈرامائی انداز میں پاکستان پہنچ گیا اور آئی جی پنجاب نثار احمد چیمہ کے سامنے اعتراف کیا کہ وہ چار سال تک ایران میں رہا اور ایرانی فوج میں بھرتی ہونے کے بعد بغیر پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کے واپس وطن میں پہنچ گیا ہے اور ساتھ ہی رات کے خبرنامہ میں ٹیلی ویژن پر اسے دکھلایا بھی گیا تو پورا پاکستان ملا کے شرمناک پلان اور جھوٹ پر ہکا بکا رہ گیا اور ہر طرف سے لعنت اور پھٹکار برسنے لگی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اسلم قریشی کے اغواء کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر الزام لگا کر پاکستان میں احمدیوں کا خون جس طرح بہایا گیا اور غنڈہ گردی کر کے املاک کو نقصان پہنچایا گیا اس نقصان کی تلافی کون کرے گا؟

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

منقولات

موبائل فون کیلئے ’’شمسی سیل‘‘

کوریا کی ایک کمپنی نے موبائل مواصلاتی آلات کیلئے شمسی بیٹریاں تیار کی ہیں جس سے کمپنی کو زیادہ سے زیادہ آلات میں بہتر توانائی کے استعمال کی سمت کامیابی ملی ہے۔ سی آر ٹیلی کام نامی کمپنی نے گزشتہ دنوں ایسے شمسی سیل جاری کئے ہیں جو موبائل فون کے بیٹری کے ڈھانچے میں فٹ ہو جاتے ہیں اس شمسی بیٹری کو پانچ منٹ سورج کی روشنی میں رکھنے سے اتنی توانائی ملتی ہے کہ جس سے موبائل فون کا لگاتار پانچ منٹ تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ان سیلوں کو بجلی کے بلبوں کی روشنی سے بھی چارج کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے سورج کی روشنی کے مقابلے میں کم توانائی ملتی ہے۔ کمپنی کے ایک اعلیٰ افسر نے بتایا کہ اس سیل کا استعمال کرنے سے صارفین اپنے موبائل فون کو ہر اس جگہ ’’چارج‘‘ کر سکتے ہیں جہاں سورج چمک رہا ہو۔ یہ نئے شمسی سیل موبائل فونوں کی روایتی بیٹریوں کی طرح ہی چھوٹے اور ہلکے ہیں۔

ایک ارب سال بعد زمین پر رہنا ممکن نہ ہوگا

ٹائم میگزین کی دی گئی جانکاری میں بتایا گیا ہے کہ نئی سائنسی کھوجوں کے مطابق اس زمین پر زندگی قریباً ایک ارب سال بعد ختم ہو جائے گی جبکہ برہمانڈ کا بھی ۱۰۰ کھرب سال کے بعد پتہ نہیں چلے گا اور زمین ٹھنڈی اور کالی بن کر رہ جائے گی تب انسان کو منگل یا دوسرے سیاروں میں زندہ رہنے کیلئے بھاگنا پڑے گا۔ ایک ارب سال میں سورج سے نکلنے والی انرجی میں ۱۰ فیصد کا اضافہ ہو جائے گا جس سے پودے مرجھائیں گے کاربن ڈائی آکسائیڈ کی سطح بڑھ جائے گی اور سمندر اُبلنے لگیں گے۔

گھٹنے کے جوڑ کے جوڑانے کے مہنگے آپریشن سے بچا جا سکتا ہے

ماہرین کا خیال ہے کہ اگر صحیح طریقے سے زندگی گزاری جائے، وزن کو بڑھنے نہ دیا جائے اور گھٹنے کی ورزش کی جائے تو گھٹنے کے جوڑ بدلوانے کے مہنگے آپریشن سے بچا جا سکتا ہے۔

بھارت میں ایک ہزار مریضوں میں سے ایک کو اس طرح کے آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے باقی لوگ دواؤں سے اور طرز حیات بدل کر ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ گھٹنے کے جوڑ کو سنگین صورتحال پیدا ہونے پر ہی بدلنا چاہئے۔ آلتی پالتی مار کر بیٹھنے اور اکڑوں بیٹھنے سے گریز کے ساتھ آزادانہ چلنے میں تکلیف ہو تو چھڑی لے کر چلنے، ریلنگ پکڑ کر سیڑھیاں چڑھنے اُترنے اور نرم چپل پہننے نیز گھٹنوں کو ۹۰ ڈگری سے زیادہ نہ موڑنے سے بھی جوڑوں کو خراب ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر سبھاش شلیہ کے مطابق بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ موٹاپا بڑھنے کا سب سے خراب اثر گھٹنوں پر پڑتا ہے لہٰذا کھانے پینے سمیت جینے کے پورے عمل میں لت بن جانے والی چیزوں سے گریز کے ساتھ ورزش اور کھلی ہوا میں سانس لینے کی عادت ڈالنے سے حالات کو قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر شلیہ کے مطابق بڑھتی عمر کے ساتھ گھٹنے جواب دینے لگتے ہیں لیکن وقت رہتے اس پر توجہ نہ دی جائے تو صورتحال سنگین ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیرانہ سالی میں گھٹنے کے جوڑ والے حصے پر گدی نما کارٹیلیگ گھسنے لگتے ہیں اور گھٹنوں کی ہڈیاں آپس میں ٹکرانے لگتی ہیں اور گھٹنوں میں درد ہونے لگتا ہے۔ ہڈیوں کے کنارے تیز ہو جانے سے تکلیف اور بڑھ جاتی ہے۔ (یو این آئی)

بدر ۔اسلام نے غذا عادات و ماحول کے جسم اور روح پر پڑنے والے اثرات کو بیان کرتے ہوئے اعتدال اور توازن کے ساتھ زندگی گزارنے کے جو بیش قیمت اصول ۱۴۰۰ سال قبل بیان فرمائے ہیں ان پر عمل کرنے سے انسان نہایت صحت و سکون کی زندگی گزار سکتا ہے۔ اور آنے والے خطرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

ایک کارتیج میں کئی کمپیوٹروں کی ’’میمری‘‘

آج ’’اختصار‘‘ کا زمانہ ہے اور ہر ایک شے اور آلہ نہایت مختصر صورت میں سامنے آرہا ہے۔ اسی سلسلے میں گزشتہ دنوں نیویارک میں پریس کانفرنس میں ’’ایومیگا‘‘ کی پیٹرلیس ڈرائیو کے ساتھ مختلف صلاحیتوں کی گیگا بائٹ کارتیج پیش کی گئی۔ ۱۰ اور ۲۰ میگا بائٹ صلاحیت کی ایک ہی کارتیج میں کئی کمپیوٹروں کی ’’میمری‘‘ جمع کی جا سکتی ہے۔

تقریب آمین

میری بھانجی ملیحہ سفیر (وقف نو) بنت مکرم سفیر احمد صاحب آف جرمن جس کی عمر ۵ سال ۹ ماہ ہے نے قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ بچی مکرم بشیر احمد صاحب وڑائچ پاکستان کی پوتی اور مکرم چراغ دین صاحب مرحوم قادیان کی نواسی ہے۔ عزیزہ کے روشن مستقبل اور نیک خادم دین بننے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (نورالدین چراغ کارکن فضل عمر پریس قادیان)

بھارت کی مختلف جماعتوں میں

جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ السلام

جیند (ہریانہ): مکرم بلوان صاحب بھٹی صدر جماعت جیند کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم اعجاز احمد صاحب ساگر معلم، مکرم مولوی ٹی ایم عبدالمجیب صاحب، مکرم بیر دین صاحب، اور مکرم لیاقت صاحب نے تقریر کی۔ آخر پر خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ دُعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔ اسی روز لجنہ اماء اللہ جیند کی طرف سے بھی جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد ہوا۔

اوگالن (ہریانہ): مکرم اعجاز احمد صاحب ساگر نے جلسہ کے انعقاد کا انتظام کیا۔ مکرم منیر احمد صاحب بھٹی صدر جماعت اوگالن کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ اطفال و ناصرات نے بھی تقاریر و نظم خوانی میں حصہ لیا۔

باس (ہریانہ): مکرم ماسٹر اصغر صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ مکرم مولوی ٹی ایم عبدالمجیب صاحب، مکرم ہوا سنگھ صاحب، اور صدر جلسہ نے خطاب کیا۔ (طاہر احمد طارق مبلغ جیند)

لکھنؤ (یو۔پی):۔ ۲۳ مارچ بروز جمعہ جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ کل چار تقاریر ہوئیں۔ اور سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ (سید فہیم احمد مبلغ لکھنؤ)

کلکتہ:۔ ۲۵ مارچ بروز اتوار مکرم شہزادہ پرویز صاحب امیر جماعت کلکتہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ چار تقاریر ہوئیں۔ محترم ماسٹر مشرق علی صاحب صوبائی امیر آسام و بنگال نے بھی مختصر خطاب کے بعد دُعا کرائی اور جلسہ برخاست ہوا۔ (نسیم احمد طاہر مبلغ کلکتہ)

یادگیر (کرناٹک): ۲۵ مارچ مسجد احمدیہ یادگیر میں محترم عبدالسلیم صاحب سگری امیر جماعت کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تین تقاریر علی الترتیب مکرم پاشو میاں صاحب گنگاوتی، مکرم رفیق اللہ خاں صاحب پینٹر، اور مکرم مولوی مصلح الدین صاحب سعدی مبلغ سلسلہ کی ہوئیں۔ آخر پر صدر جلسہ نے صدارتی خطاب فرمایا دُعا کرائی اور جلسہ ختم ہوا۔ (محمود احمد گلبرگی امام الصلوٰۃ یادگیر)

آئراپورم (کیرلہ): مکرم اے حمید صاحب صدر جماعت احمدیہ آئراپورم کی زیر صدارت ۲۳ مارچ کو جلسہ منعقد کیا گیا۔ خاکسار اے عبدالرحمٰن سیکرٹری مال، مکرم مولوی یو انور صاحب معلم وقف جدید اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب کی تقریر ہوئی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ (اے عبدالرحمٰن سکرٹری مال جماعت احمدیہ آئراپورم)

کالیکٹ (کیرلہ): محترم جناب اے پی کنجا مو صاحب امیر جماعت کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد صدر جلسہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی شمس الدین صاحب مبلغ اور خاکسار کی تقریر ہوئی۔ صدر جلسہ کے خطاب کے بعد خاکسار نے اجتماعی دُعا کرائی اور جلسہ ختم ہوا۔ (محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

سنگارپور (اڑیسہ): مورخہ ۲۳ مارچ کو مسجد احمدیہ سنگارپور میں خاکسار کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم شیخ شاہجہاں صاحب سیکرٹری مال اور مکرم شیخ معراج صاحب صدر جماعت نے تقریر کی۔ آخر پر خاکسار کی صدارتی تقریر کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ (شمس الدین خان معلم سنگارپور)

لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام

ساگر (کرناٹک):۔ ۲۳ مارچ کو محترمہ صدر صاحبہ کے مکان میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں تمام ممبرات لجنہ و ناصرات حاضر ہوئیں۔ خاکسارہ کی تلاوت اور محترمہ صفیہ صدیقہ کی نظم کے بعد محترمہ فضیلت سلطانہ نے نعت سنائی۔ محترمہ مریم بی صاحبہ، محترمہ ریحانہ بیگم صاحبہ، محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ نے تقریر کی۔ دوران جلسہ شاکرہ بیگم اور ریشمہ پروین نے نظم پڑھی۔ محترمہ امۃ الرقیب صاحبہ نے دُعا کرائی اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ (افضل النساء ساگر)

چنتہ کنٹہ + وڈمان (آندھرا):۔ ۲۴ مارچ بروز ہفتہ محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ کے مکان میں محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ چنتہ کنٹہ اور وڈمان دونوں جگہ سے کل حاضری لجنہ و ناصرات کی ایک سو پچاس تھی۔ چار غیر احمدی بہنیں بھی شامل تھیں۔ مندرجہ ذیل لجنہ و ناصرات نے تقاریر کیں۔ محترمہ نسیم النساء صاحبہ آف وڈمان، عزیزہ صدیقہ بیگم، عزیزہ مبارکہ بیگم، عزیزہ ریشمہ بیگم، محترمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ آف وڈمان، عزیزہ آصفہ بیگم، عزیزہ صالحہ بیگم آف وڈمان، عزیزہ طیب جہاں بیگم، عزیزہ مطیعہ بیگم آف وڈمان، عزیزہ ساجدہ بیگم آف وڈمان، عزیزہ صادقہ بیگم، آخر میں محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر لجنہ نے اختتامی خطاب فرمایا اور دُعا کرائی۔ (نور جہاں بیگم نائب صدر لجنہ چنتہ کنٹہ)

محبوب نگر (آندھرا):۔ ۲۵ مارچ بروز اتوار محترمہ نصرت بیگم صاحبہ کے گھر میں مکرم بشریٰ نثار صاحبہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ درج ذیل لجنہ و ناصرات نے تقاریر میں حصہ لیا۔ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ، محترمہ شہزاد بیگم صاحبہ، عزیزہ صادقہ بیگم، عزیزہ ریشمہ، عزیزہ سعدیہ بیگم، آخر پر صدر جلسہ نے خطاب کیا اور دُعا کرائی۔ محبوب نگر لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ کے ماتحت ہے۔ چنتہ کنٹہ سے ۸ ممبرات نے جلسہ میں شرکت کی۔ (عظمت النساء بیگم سکرٹری لجنہ محبوب نگر)

لائبیریا (مغربی افریقہ) میں تعمیر مساجد

لائبیریا میں سات سالہ خانہ جنگی کے دوران جہاں زندگی کا ہر طبقہ متاثر ہوا وہاں مذہبی عبادت گاہیں بھی بری طرح توڑ پھوڑ کا شکار ہوئیں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ جنگ کے بعد مختلف علاقوں میں نہ صرف بیشتر مساجد کی مرمت کر کے از سر نو عبادت کے قابل بنایا بلکہ بعض جگہوں پر نئی مساجد بھی تعمیر کی گئیں الحمدللہ چنانچہ ۱۴ جولائی ۲۰۰۰ کو کیپ ٹاؤن کاؤنٹی میں نئی احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کا افتتاح بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ مسجد کا مسقف حصہ 36x36 فٹ ہے جبکہ مشن ہاؤس کا رقبہ 24x40 فٹ ہے۔ مسجد کے افتتاح کی رپورٹ لائبیریا کے مشہور اخبار The news نے تفصیلاً شائع کی۔

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

مورخہ ۲۰۰۱-۱-۱ کو محترم ظہور احمد صاحب آف چنتہ کنٹہ کے مکان میں محترمہ فرحین بیگم صاحبہ بنت مکرم ظہور احمد صاحب چنتہ کنٹہ کا نکاح ہمراہ مکرم غلام ظہیرالدین صاحب ابن مکرم غلام رؤف الدین صاحب آف حیدر آباد کے ساتھ بعوض مبلغ بارہ ہزار روپے (-/۱۲۰۰۰) حق مہر پر خاکسار نے پڑھا بعدہ تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔ قارئین بدر سے رشتہ کے باعث برکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت -/۱۰۰) (پی ایم محمد رشید مبلغ چنتہ کنٹہ)

دُعائے مغفرت

افسوس کہ ہمارے ایک احمدی دوست سید قاسم صاحب ۲۰۰۰-۱۲-۱۸ بوقت شام وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے بچے اور بیوی غیر احمدی ہیں گھر میں صرف اکیلے احمدی تھے۔ لمبے عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ آخر دم تک احمدیت پر قائم رہے۔ انتقال کے بعد خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ غیر احمدی مولوی کی پرزور مخالفت اور تقریر پر کہ احمدی مسلمان نہیں ان کی تدفین میں ہرگز شامل نہیں ہونا مرحوم کے رشتہ دار اور غیر احمدی احباب پیچھے ہٹ گئے اور تجہیز و تکفین کا انتظام خود بخود احمدیوں کے ہاتھ آگیا۔ دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور ان کے بچوں کو ہدایت دے۔ (عبدالحمید احمدی صدر جماعت احمدیہ ساگر)

☆۔ محترمہ عارفہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ عادل آباد اہلیہ مکرم رشید احمد خان صاحب مرحوم ۶۳ سال کی عمر میں مورخہ ۲۰۰۱-۵-۱۴ کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند تہجد گزار باقاعدہ چندہ دینے والی خاتون تھیں۔ دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت میں بلند مقام سے نوازے۔ (طاہرہ بیگم اہلیہ کلیم احمد خان آف حیدر آباد)

مکرم شیخ یعقوب صاحب ولد مکرم شیخ قاسم صاحب مورخہ ۲۰۰۱-۵-۱۴ بروز پیر بعد نماز عصر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت نیک اور مخلص احمدی تھے۔ جماعتی کاموں میں ہر وقت پیش پیش رہتے تھے۔ مرحوم اپنے پیچھے اہلیہ محترمہ اور ایک بیٹا و ایک بیٹی چھوڑ گئے ہیں۔ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ (شیخ گڈے میاں قائد خدام الاحمدیہ براڈپلی کریم نگر)

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

Ph: SHOWROOM : 237-2185,236-9893 WAREHOUSE : 343-4006, 343-4137 RESI : 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX : 91-33-236-9893

جیند شہر میں کوئز پروگرام کا مقابلہ
پندرہ ٹیموں کی شرکت

الحمد للہ کہ جیند شہر کے چاروں حلقوں کا ایک شاندار کوئز پروگرام کا مقابلہ مورخہ ۱۵-۴-۲۰۰۱ کو جیند مشن میں کروایا گیا۔ قبل ازیں خاکسار نے ڈیڑھ صد سے زائد سوالات تیار کر کے اُن کو داعین الی اللہ اور داعیات الی اللہ سے ہندی میں لکھوایا۔ اور پھر فوٹو اسٹیٹ کروا کر چاروں حلقوں میں دیا گیا۔ اور اس کے مطابق ہی تیاری کروائی گئی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ پروگرام ہماری امید سے بہت زیادہ کامیاب رہا۔ حقیقت میں یوں لگ رہا تھا کہ بہت پرانی جماعت میں یہ مقابلہ ہو رہا ہے۔ سب ٹیموں نے اچھی طرح تیاری کی ہوئی تھی۔ یہ مقابلہ دو گروپ کا تھا دس سال سے زائد عمر والوں کو A گروپ میں اور اس سے کم والوں کو B گروپ میں شامل کیا گیا تھا۔ اور دونوں کا سلیبس بھی الگ تھا۔ A گروپ کا مقابلہ مکرم ماسٹر شیر علی صاحب بھٹی نے کروایا۔ اس گروپ میں سات ٹیموں نے شرکت کی۔

الحمد للہ تمام ٹیمیں نہایت ہی عمدہ رنگ میں سوالات کا جواب دیتی رہیں اور نظم و ضبط کا بھی اچھے رنگ میں مظاہرہ کیا۔ گروپ B کا مقابلہ خاکسار نے کرایا۔ اس مقابلہ میں آٹھ ٹیموں نے شرکت کی۔ مقابلہ کے آخر میں تقسیم انعامات کی کارروائی ہوئی۔ A گروپ والوں میں مکرم نسیم احمد صاحب عرف ہوا سنگھ صاحب نے انعام تقسیم کئے اور B گروپ میں مکرم ماسٹر شیر علی صاحب نے انعامات تقسیم کئے آخر پر خاکسار نے تمام احباب کو پروگرام کی کامیابی کی مبارکباد دی اور اُن کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلوائی۔ اس پروگرام میں احباب و مستورات نے بھی شرکت کی اور سب کو یہ پروگرام بہت پسند آیا۔ بعض نو مبائعین کو سننے کی وجہ سے ہی مسائل یاد ہو گئے۔ (طاہر احمد مبلغ سلسلہ جیند و حصار)

مدھیہ پردیش میں تبلیغی و تربیتی مساعی

مورخہ ۲۸-۴-۲۰۰۱ بروز ہفتہ مکرم نگران صاحب دعوت الی اللہ ایم پی آگرہ ہیڈ کوارٹر تشریف لائے دوسرے دن خاکسار و نگران صاحب ایم پی گوالیر جہاں ہم نے نیا مشن کرایہ پر لیا ہوا ہے تشریف لے گئے اسی دن تقریباً ۱۳ جماعتوں کے نمائندگان مشن گوالیر میں تشریف لائے اور محترم نگران صاحب کی صدارت میں اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ محترم نگران صاحب سے تمام نمائندگان کا تعارف کرایا گیا اور بعد ازاں نو مبائعین کو نصائح کی گئیں۔ علاوہ ازیں ۲۰ نئی مختلف جماعتوں کا دورہ کیا اور تبلیغی و تربیتی کاموں کا جائزہ لیا گیا۔

بعد ازاں محترم ناظر صاحب دعوت الی اللہ بھارت کے ہمراہ ایم پی کی مختلف جماعتوں کا دورہ کیا گیا۔ اپنے دورے کے درمیان محترم ناظر صاحب دعوت الی اللہ بھارت نے ہماری تبلیغی و تربیتی کاموں کا جائزہ لیتے ہوئے قیمتی مشورے اور نصائح سے راہنمائی فرمائی۔ اسی طرح مختلف جماعتوں میں جلسے کا انعقاد کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں نو مبائعین نے شرکت فرمائی۔ ایم پی میں کام شروع کر کے ایک سال کا عرصہ ہو رہا ہے مگر اللہ کے فضل سے ایک سال کے عرصہ میں بہت سی مضبوط جماعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ شدید گرمی اور لُو میں ہمارے معلمین نہایت مشکل حالات میں رہ کر تربیتی و تبلیغی کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے نگران صاحب دعوت الی اللہ ایم پی چونکہ نائب ناظر بیت المال آمد سیکشن نو مبائعین کے ہیں ان کے اس دورے کے درمیان اللہ کے فضل سے ۲۸ نئی جماعتوں کو مالی نظام میں شامل کیا گیا اور چندہ عام چندہ وقف جدید و چندہ تحریک جدید وصول کیا گیا۔ مخالفتوں کے باوجود ہمارے معلمین و مبلغین بے خوف و خطر تبلیغی و تربیتی میدان میں آگے سے آگے قدم بڑھا رہے ہیں۔ ہماری اس تبلیغی مہم کی تیز رفتاری کو دیکھتے ہوئے معاند و مخالف بھی اپنے اپنے طور پر منصوبہ بنا بنا کر تبلیغی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے رہتے ہیں۔ مخالفوں کی طرف سے صرف اور صرف یہی آواز آتی ہے کہ احمدی معلمین و مبلغین جہاں جہاں مقرر ہیں وہاں وہاں سے ان کو نکال دیا جائے یہاں تک کہ ایڑھی چوٹی تک زور لگا چکے ہیں مگر ان کے اس طریقہ سے ہمارے تبلیغی کام میں اور اضافہ ہو رہا ہے۔ مخالفوں کی سازش اور شرارت سے ہمارے معلمین جیل میں ماریں بھی کھا چکے ہیں مگر اپنے کام سے ذرّہ بھر بھی پیچھے نہیں ہٹے اب تو اللہ کے فضل سے جگہ جگہ احمدیت کا شہرہ ہو چکا ہے پھر بھی مخالف اپنی شرارت سے باز نہیں آ رہے۔ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ تمام معلمین و مبلغین کیلئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ سے زیادہ خدمت دین کرنے کی توفیق بخشتے ہوئے شریروں کی شرارت سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ (نذر الاسلام سرکل انچارج و مبلغ انچارج آگرہ سرکل - یوپی)

مہاراشٹر میں تبلیغی و تربیتی مساعی

مکرم مولوی سعادت احمد صاحب جاوید نگران دعوت الی اللہ مہاراشٹر کی رہنمائی میں اللہ کے فضل سے صوبہ مہاراشٹر میں بہت بہتر رنگ میں کام چل رہا ہے اور لوگ کثرت سے احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ مکرم نگران صاحب نے تبلیغ میں سہولت کی غرض سے صوبہ کو پانچ سرکلوں میں منقسم کر دیا ہے۔

ابھی مہاراشٹر کے دورہ پر آئے مکرم نگران صاحب دعوۃ الی اللہ مہاراشٹر نے اعلیٰ سرکاری عہدیداران سے بھی ملاقات کی اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کرتے ہوئے ان کی طرف سے مل رہے تعاون کا شکریہ بھی ادا کیا۔ علاوہ ازیں شولاپور اور بلار شاہ سرکل میں موصوف نے نو مبائعین کے گھر گھر جا کر ان سے ملاقات کی تبلیغی و تربیتی اجلاسات اور مجلس سوال و جواب بھی منعقد کئے گئے۔ اور نو مبائعین و دیگر احباب کے موصوف نے تسلی بخش جواب دیئے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نو مبائعین کو ثبات قدم عطا کرے۔ آمین۔

خاکسار نے اپنے علاقہ سہارنپور میں تبلیغی پروگرام منعقد کر کے مورخہ ۲۷-۵-۲۰۰۱ بروز اتوار شری آلوک شرما صاحب .I.P.S سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس .S.S.P سہارنپور سے تبلیغی ملاقات کی احمدیت کا تعارف کرایا اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ موصوف نے خوشی سے لٹریچر قبول کر کے شکریہ ادا کیا۔

مہاراشٹر پولیس کی طرف سے ماہانہ شائع ہونے والی ''دکشتہ'' نامی کتاب میں سینئر .I.P.S شری ڈاکٹر ستیہ پال سنگھ ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل پولیس اکیڈمی ناسک کا ''مارگ کی تلاش میں'' نامی مضمون شائع ہوتا ہے موصوف ڈائریکٹر صاحب مذہبی کتاب کا مطالعہ کرنے و معلومات رکھنے میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے موصوف کی پولیس ڈپارٹمنٹ میں خاصی عزت و شہرت ہے۔ خاکسار نے مورخہ ۱۳-۳-۲۰۰۱ کو مکرم مولوی شیخ فرقان احمد صاحب معلم سرکل بلار شاہ ناسک کے ہمراہ جا کر موصوف سے ملاقات کی انہوں نے بڑے شوق سے خاکسار کا پیش کردہ لٹریچر قبول کیا اور خوشی کا اظہار کیا۔ اور بذریعہ فون وہاں کے کمشنر آف پولیس شری امبالال ورما صاحب .I.P.S سے بھی خاکسار کا تعارف کرایا جس بنا پر خاکسار کو مکرم امبالال سے ملاقات کرنے و اسلامی لٹریچر پیش کرنے کا موقع ملا۔

علاوہ ازیں متعدد اعلیٰ افسران سے ملاقات کر کے خاکسار نے انہیں اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا اور ان کی طرف سے مل رہے تعاون کا شکریہ ادا کیا سبھی نے نہایت خوشی سے لٹریچر قبول کیا اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین۔ عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور مہاراشٹر)

امتحان دینی نصاب مجلس انصار اللہ بھارت
برائے سال ۲۰۰۱ء

اس سال امتحان دینی نصاب کی تاریخ ماہ اگست کا آخری اتوار ۲۶-۸-۲۰۰۱ مقرر کی گئی ہے۔ نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱- قرآن مجید باترجمہ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲۸ تا ۵۶ (۵۰ نمبر)
۲- کتاب کشتی نوح نصف تا آخر مکمل۔ (۲۵ نمبر)
۳- دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ ۲۱۳ تا ۲۳۲ (۲۵ نمبر)

نوٹ: اپنے طور پر مطالعہ کیلئے سال رواں کے دوران کتاب تبلیغ ھدایت از صفحہ ۱۰۰ تا ۱۷۰ مقرر کی گئی ہے۔ اس کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔ حسب سرکلر حضور انور مورخہ ۱۸-۱۱-۹۳ نماز ظہر یا عصر یا مغرب کے معاً بعد دس منٹ قرآن مجید باترجمہ کی اجتماعی کلاس ہو۔ جن مجالس میں یہ ممکن نہ ہو ان میں کوئی متبادل انتظام کیا جائے اور کارگزاری کی رپورٹیں باقاعدہ بھجوائی جائیں۔

ضروری ھدایات برائے مذکورہ بالا تعلیمی نصاب شق نمبر (۱) صف دوئم کے انصار سے باقاعدہ معروف طریق کے مطابق امتحان لیا جائے گا۔

شق نمبر (۲) صف اوّل کے انصار کو Open Book Examination رعائت دی جاتی ہے۔ البتہ ان میں سے جو انصار شق نمبر (۱) کے معیار کے مطابق امتحان دینا چاہیں انہیں اجازت ہے۔

شق نمبر (۳) مندرجہ بالا دونوں شقوں کے علاوہ جو انصار کسی معذوری کے باعث اگرچہ جات نہ لکھ سکتے ہوں اُن سے زبانی امتحان لیا جائے گا۔ براہ کرم جملہ اراکین مجلس انصار اللہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس امتحان میں شامل ہوں۔ مجالس کی طرف سے مجوزہ دینی نصاب کی کتب کا آرڈر ملنے پر کتب قیمتاً دفتر مہیا کرے گا۔ انشاء اللہ (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان کا تعلیمی سال یکم اگست ۲۰۰۱ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلہ کی شرائط

۱- درخواست دہندہ واقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

۲- جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

۳- کم از کم میٹرک پاس یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

۴- قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

۵- عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں چھوٹ دیئے جانے کے بارہ میں غور ہو سکے گا۔

۶- حفظ کلاس کیلئے عمر ۱۰-۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

۷- امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔

۸- درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹوگراف پاسپورٹ سائز ۱۵ جولائی ۲۰۰۱ء تک ارسال کریں۔

☆- تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

☆- قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہونگے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہونگے۔

☆- امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ لے کر آئیں۔

نصاب

تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔

اردو: -ایک مضمون اور درخواست

انگلش: - مضمون - درخواست - اردو سے انگریزی - انگریزی سے اردو - گرامر

انٹرویو: - اسلامیات - جنرل نالج - انگلش ریڈنگ - اردو ریڈنگ - قرآن کریم ناظرہ

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

داخلہ مدرسۃ المعلمین قادیان

مدرسۃ المعلمین قادیان کا نیا تعلیمی سال یکم اگست 2001ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسۃ المعلمین کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسۃ المعلمین قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔

شرائط داخلہ:-

۱- درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

۲- جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

۳- کم از کم میٹرک پاس ہو یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

۴- قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

۵- عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دئے جانے کے بارہ میں غور ہو سکے گا۔

۶- امیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔ استثنائی صورت میں شادی شدہ امیدوار پر غور کیا جا سکتا ہے۔

۷- امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع پانچ عدد فوٹو 35mm سائز (سٹامپ سائز) 1 جولائی 2001 تک ارسال کریں۔

۸- داخلہ فارم قادیان پہنچنے اور ان کے کوائف کا جائزہ لینے کے بعد مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسۃ المعلمین کی طرف سے جن طلبا کو انٹرویو کیلئے بلایا جائے وہی قادیان آئیں۔

☆- تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسۃ المعلمین میں داخل کیا جائے گا انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

☆- قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔

☆- امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم و سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ لیکر آئیں۔

نصاب:- تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔ اردو:- ایک مضمون اور درخواست۔ قرآن کریم ناظرہ انٹرویو! اسلامیات بشمول تاریخ احمدیت۔ جنرل نالج، انگلش ریڈنگ، اردو ریڈنگ۔ (ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

بقیہ صفحہ: (9)

کے مذہب پر پڑتے ہوں۔ اسی طرح کسی مذہب کی طرف وہ بات منسوب نہ کی جائے۔ جو ان کے مسلّمات کے خلاف ہو۔ اور اس کا ثبوت ان کی الہامی کتاب سے نہ ملتا ہو۔ پھر حضورؓ نے یہ فرمایا کہ کسی مذہب پر فرضی روایات اور جھوٹے قصے کہانیوں کی بناء پر اعتراض نہ کئے جائیں۔ اب غور کرو کہ اگر تمام دنیا ان اصولوں پر عمل کرے۔ تو کب فساد اور جھگڑا پیدا ہو سکتا ہے۔ پس فسادات کا حقیقی علاج ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ لوگ ایک دوسرے کے مذہب کے بانیوں کو بُرا بھلا کہنا اور ان کی ہتک کرنا چھوڑ دیں۔ اور اس بات کا دل سے اقرار کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب قوموں کی طرف نبی اور اوتار آتے رہے ہیں۔ اور یہ بزرگ ہستیاں خدا کی راستباز اور پاکیزہ ہستیاں ہیں۔ (ریویو آف ریلیجنز جنوری ۱۹۲۸ء)

تبلیغی سمینار

مورخہ ۱۲/اپریل تا ۱۳/اپریل ۲۰۰۱ء کو دو روزہ تبلیغی سمینار بمقام کوشمنڈی ضلع دیناج پور میں منعقد کیا گیا ہے۔ اس سمینار میں مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر ہیڈ ماسٹر مدرسۃ المعلمین بحیثیت مرکزی نمائندہ اور مکرم صوبائی امیر صاحب بنگال و آسام خصوصی مہمان کے طور پر شریک ہوئے۔ اس سمینار میں جناب B.D.O. کوشمنڈی، S.P. پولیس دیناج پور اور O.C. کوشمنڈی کو مدعو کیا گیا تھا۔ ان تمام حضرات نے جماعت کے متعلق خوشنودی کا اظہار کیا۔ اس سمینار میں ضلع مالدہ اور ضلع دیناج پور کے گرد و نواح سے قریباً تین صد نو مبائعین شریک ہوئے۔ جن کی خاکسار، مکرم مولوی ابو طاہر منڈل صاحب اور مکرم امیر صاحب صوبائی بنگال و آسام اور جناب فیروز الدین صاحب انور اور مکرم مولوی عبد الحسن صاحب نے تربیتی کلاسیں لگائیں۔

(شیخ ذوالفقار علی محمود مبلغ دیناج پور)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (0091) 01872-20757
01872-21702
FAX:(0091) 01872-20105

Vol - 50 Thursday, 28 th June 2001 Issue No 26

ایوان عیسائیت میں زلزلہ

نئی امریکی انجیل سے

’خداوند‘ یسوع کی خدائی اور آسمان پر چڑھنے کی آیات نکال دی گئیں

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت ربوہ

کچھ عرصہ ہوا امریکہ میں ۲۷ عیسائی سکالرز کی ایک خصوصی کمیٹی نے سالہا سال کی محنت و کاوش کے بعد انجیل کا نیا انگریزی ترجمہ آر۔ایس۔وی (Revised Standard Version) کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس ترجمہ کو امریکہ اور یورپ میں ہی نہیں برصغیر پاک و ہند میں بھی غیر معمولی مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ چنانچہ پادری عنایت ایس ٹل ایم۔اے کوٹ لکھپت کی تحقیق کے مطابق اس نئے امریکی ترجمہ کو پاکستان میں مندرجہ ذیل کلیساؤں اور اداروں کی سرپرستی حاصل ہے:

”(۱) کلیسائے پاکستان جس میں سابقہ اینگلیکن چرچ، یونائیٹڈ میتھوڈسٹ چرچ۔ لوتھرن چرچ۔ سیالکوٹ چرچ کونسل (قدیم سکاچ مشن) شامل ہیں۔ (۲) امریکی مشن۔ (۳) پاکستان بائبل سوسائیٹی۔ (۴) پاکستان کرسچین کونسل۔ (۵) گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ“۔

اس ترجمہ کے نتیجے میں عیسائیت کی بنیادوں میں زلزلہ بپا ہو گیا کیونکہ اس میں سے وہ تمام ”آیات“ یکسر خارج کر دی گئی ہیں جن میں ’خداوند‘ یسوع کی الوہیت، کفارہ، معجزات اور آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انٹر نیشنل کونسل آف چرچز اور اس کونسل سے ملحق پاکستان کی تمام کلیسائیں (جن میں یورپی سنٹر آف پاکستان پیش پیش ہے) اس ترجمہ کے خلاف پوری قوت سے صف آراء ہیں مگر آسمان پر کسر صلیب اور قیام توحید کے ربانی فیصلہ کو اب دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی حکومت بلکہ ساری عیسائی حکومتیں بھی مل کر روک نہیں سکتیں۔

”ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے“
”یہ قضا وہ ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے“

ذیل میں پاکستان کے ایک فاضل جناب ابو عبداللہ عبدالمالک اریحانی کے قلم سے ان ”انجیلی آیات“ کی تفصیل دی جا رہی ہے جو اس نئے ترجمہ سے نکال دی گئی ہیں اور جس کے باعث نہ صرف کثیر التعداد عیسائی کلیسیاؤں بلکہ مسیح کے جسمانی رفع الی السماء کے قائل علماء وقت کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ہے۔

☆......☆......☆......☆

مقدس مرقس کی انجیل سے حذف کردہ آیات

باب ۷ آیت ۱۶: اگر کسی کے سننے کے کان ہو تو وہ سن لے (حذف)

باب ۹ آیت ۴۴: جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی۔ (حذف)

باب ۹ آیت ۴۹: کیونکہ ہر شخص آگ سے نمکین کیا جائے گا اور ہر ایک قربانی نمک سے نمکین کی جائے گی۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے)

باب ۱۰ آیت ۲۴: جو لوگ دولت پر بھروسہ کرتے ہیں ان کے لئے خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا کیا ہی مشکل ہے۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے)

باب ۱۱ آیت ۲۶: اور اگر تم معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے قصور بھی معاف نہ کرے گا۔ (ساری آیت حذف ہے)

باب ۱۴ آیت ۶۸: اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں تو نہ جانتا ہوں اور نہ سمجھتا ہوں۔ کہ تو کیا کہتی ہے۔ پھر وہ باہر ڈیوڑھی میں گیا اور مرغ نے بانگ دی۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کیا گیا ہے)

باب ۱۵ آیت ۲۸: تب اس مضمون کا وہ نوشتہ کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا پورا ہوا۔ (ساری آیت حذف ہے)

باب ۱۶ آیت ۹ تا ۳۰: (تمام آیات اس ترجمہ میں سے نکال دی گئیں)۔

مقدس لوقا کی انجیل سے حذف شدہ آیات

باب ۹ آیت ۵۵: مگر اس نے پھر انہیں جھڑکا اور کہا تم نہیں جانتے کہ تم کس روح کے ہو۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کیا گیا ہے)

باب ۲۲ آیت ۱۹: پھر اس نے روٹی لی اور شکر کر کے توڑی۔ اور یہ کہہ کر ان کو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے۔ میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے)

باب ۲۲ آیت ۲۰: اور اس طرح کھانے کے بعد پیالہ یہ کہہ کر دیا کہ یہ پیالہ میرے اس خون میں نیا عہد ہے جو تمہارے واسطے بہایا جاتا ہے۔ (پوری آیت حذف کر دی گئی)

باب ۲۴ آیت ۳: مگر اندر جا کر یسوع کی لاش نہ پائی۔ (خط کشیدہ الفاظ حذف)

باب ۲۴ آیت ۶: وہ یہاں نہیں ہے بلکہ جی اٹھا ہے۔ (ساری آیت حذف)

باب ۲۴ آیت ۱۲: اس پر پطرس اٹھ کر قبر تک دوڑا گیا اور جھک کر نظر کی اور دیکھا کہ صرف کفن ہی کفن ہے اور اس ماجرے سے تعجب کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔ (پوری آیت حذف کر دی گئی ہے)

باب ۲۴ آیت ۴۰: اور یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے ہاتھ پاؤں دکھائے۔ (پوری آیت حذف)

باب ۲۴ آیت ۵۱: اور جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے)

باب ۲۴ آیت ۵۲: اور وہ اس کو سجدہ کر کے بڑی خوشی سے یروشلم کو لوٹ گئے۔ (پوری آیت ہی حذف کر دی گئی)

مقدس یوحنا کی انجیل سے حذف شدہ آیات

باب ۱ آیت ۱۴: اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا کہ باپ کے اکلوتے کا جلال۔ (لفظ اکلوتا حذف)

باب ۳ آیت ۱۳: اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اس کے جو آسمان سے اترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے۔ (آخری جملہ حذف کر دیا گیا)

باب ۳ آیت ۱۶: کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔

(لفظ اکلوتا حذف کر دیا گیا ہے) تاکہ کنواری سے پیدا ہونے کی حقیقت کو چھپایا جائے)

باقی صفحہ (۸) پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایمان افروز تصنیف ”تذکرۃ الشہادتین“ میں نہایت پر شوکت الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:-

”یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا، ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہیگی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا“ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۷)